709

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،15۔جون2012

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سرکاری کارروائی

"سالانہ بجٹ برائے سال13-2012 پر عام بحث کا آغاز"

711

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا اڑتیسواں اجلاس

جمعتہ المبارک،15۔جون2012

(یوم الجمع،24۔رجب المرجب1433ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10بج کر15منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

ءَأَمِنتُم مَّن فِي السَّمَاءِ أَن يَخْسِفَ
بِكُمُ الْأَرْضَ فَإِذَا هِيَ تَمُورُ ﴿١٦﴾ أَمْ أَمِنتُم مَّن فِي السَّمَاءِ أَن يُرْسِلَ
عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ۖ فَسَتَعْلَمُونَ كَيْفَ نَذِيرِ ﴿١٧﴾ وَلَقَدْ كَذَّبَ الَّذِينَ
مِن قَبْلِهِمْ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيرِ ﴿١٨﴾ أَوَلَمْ يَرَوْا إِلَى الطَّيْرِ فَوْقَهُمْ
صَافَّاتٍ وَيَقْبِضْنَ ۚ مَا يُمْسِكُهُنَّ إِلَّا الرَّحْمَٰنُ ۚ إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ
بَصِيرٌ ﴿١٩﴾ أَمَّنْ هَٰذَا الَّذِي هُوَ جُندٌ لَّكُمْ يَنصُرُكُم مِّن دُونِ
الرَّحْمَٰنِ ۚ إِنِ الْكَافِرُونَ إِلَّا فِي غُرُورٍ ﴿٢٠﴾

سورۃ المُلک آیات16تا20

کیا تم اس سے جو آسمان میں ہے بے خوف ہو کہ تم کو زمین میں دھنسا دے اور وہ اس وقت حرکت کرنے لگے (16) کیا تم اس سے جو آسمان میں ہے نڈر ہو کہ تم پر کنکر بھری ہوا چھوڑ دے۔ سو تم عنقریب جان لو گے کہ میرا ڈرانا کیسا ہے(17) اور جو لوگ ان سے پہلے تھے انہوں نے بھی جھٹلایا تھا سو (دیکھ لو کہ) میرا کیسا عذاب ہوا (18) کیا انہوں نے اپنے سروں پر اڑتے ہوئے جانوروں کو نہیں دیکھا جو پروں کو پھیلائے رہتے ہیں اور ان کو

سکیڑ بھی لیتے ہیں۔اللہ کے سوا انہیں کوئی تھام نہیں سکتا۔بے شک وہ ہر چیز کو دیکھ رہا ہے(19) بھلا ایسا کون ہے جو تمہاری فوج ہو کر اللہ کے سوا تمہاری مدد کر سکے۔کافر تو دھوکے میں ہیں(20)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب غلام حیدر نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

مرحبا مرحبا آ گئے مصطفیٰ ﷺ جدھیاں راہواں بڑے ویکھدے رہ گئے
گودی چُکیا حلیمہ نے سرکار ﷺ نُوں تے نازاں والے کھڑے ویکھدے رہ گئے
ماڑی کُلی سی خُوش بخت ایوب دی جتھے جا کے رُکی ڈاچی محبوب دی
نیویاں دا پروہنا اے ساڈا نبی ﷺ کوٹھیاں تے چڑھے ویکھدے رہ گئے
نال اشارے دے چن توڑیا توڑ کے میرے آقا نے جد جوڑیا
ڈوبا ہوا سورج جس ویلے موڑیا، کافراں دے دھڑے ویکھدے رہ گئے
پیار کیتا نبی ﷺ نُوں تے چمکن پئے صدیق، عمر، عثمان، حیدر جئے
نیڑے بھانویں ابوجہل ورگے رہے اُوہ نصیباں سڑے ویکھدے رہ گئے
اللہ والے دی نسبت ظہوری ملی حشر نوں لاج میری جنھے رکھ لئی
میرے ہنجواں دی جس ویلے قیمت پئی ہیرے موتی جڑے ویکھدے رہ گئے

سرکاری کارروائی

بحث

سالانہ بجٹ برائے سال 2012-13 پر عام بحث

(---جاری)

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سالانہ بجٹ برائے سال 2012-13 پر آج بھی بحث جاری رہے گی۔ واضح رہے کہ گزشتہ تین ایام کے دوران معزز ممبران تقاریر فرما چکے ہیں۔ آج کے دن کے لئے میرے پاس اڑتالیس معزز ممبران کی فہرست موجود ہے۔ اب میں جناب علی حیدر نور خان نیازی صاحب کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ اپنی تقریر کا آغاز فرمائیں۔۔۔ نیازی صاحب! تشریف نہیں رکھتے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ آج میں مبارکباد پیش کرنا چاہتی ہوں کہ وفاقی حکومت نے پٹرول، ڈیزل اور سی این جی کی قیمتیں کم کی ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! ابھی تو وفاقی حکومت نے اعلان کرنا ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! فیصلہ ہو چکا ہے۔ میں امید رکھتی ہوں کہ یہاں پنجاب میں بھی ایسی پالیسی مرتب کی جائے کہ لوگوں کو اشیاء خورد و نوش اور دوسری چیزیں سستی ملیں۔ یہاں پر گوشت، سبزیاں، آٹا اور خوردنی تیل کی قیمتیں کم ہوں تاکہ پنجاب کے عوام کو ریلیف مل سکے۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔ آپ کا بہت شکریہ۔ ملک جاوید اقبال صاحب۔۔۔ وہ بھی تشریف نہیں رکھتے۔ رانا تنویر احمد ناصر صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (رانا تنویر احمد ناصر): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ سب سے پہلے تو میں وزیر خزانہ، ان کی ٹیم کے سب ممبران جس میں محکمہ خزانہ، پی اینڈ ڈی کے افسران اور ٹیکنوکریٹس شامل ہیں کو مبارکباد دیتا ہوں کہ انہوں نے بڑا جامع بجٹ پیش کیا ہے۔ یہ بجٹ وزیر اعلیٰ صاحب کے vision کی نمائندگی کر رہا ہے۔ یہ اتنا بہترین بجٹ ہے کہ اس نے ہر شعبہ ہائے زندگی کو touch کیا ہے۔ اس کے ہر پہلو کو بہترین طریقے سے پیش کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! میں سب سے پہلے شعبہ تعلیم کے حوالے سے روشنی ڈالنا چاہوں گا۔ وزیر اعلیٰ کے vision کے مطابق شعبہ تعلیم کے لئے ایک خطیر رقم رکھی گئی ہے جس سے یقیناً صوبہ پنجاب میں انقلاب آئے گا۔ معاشرہ، ملک اور قوموں کی ترقی تعلیم کے ساتھ مشروط ہوتی ہے اور وہی ملک ترقی

کرتے ہیں جو کہ تعلیم پر خطیر رقوم خرچ کرتے ہیں۔ سال 2008 کے عام انتخابات میں جب پنجاب کے عوام نے [*********] دیانت دار قیادت کے حوالے کی۔۔۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! ایک منٹ تشریف رکھیں۔ آپ تمام حضرات نوٹ فرمالیں کہ دونوں اطراف سے کسی کی قیادت کے خلاف کوئی نازیبا الفاظ استعمال نہ کئے جائیں۔ میں رپورٹرز کو کہتا ہوں کہ ایسے الفاظ کو کبھی کسی طور پر بھی کارروائی کا حصہ نہ بنایا جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (رانا تنویر احمد ناصر): جناب سپیکر! میاں محمد شہباز شریف صاحب نے 2008 میں ہی خواب دیکھا تھا کہ اس صوبے میں ایک ایسا ادارہ ہونا چاہئے جو کہ ذہین، فطین اور topper طالب علموں کو حکومت کے خرچ پر اعلیٰ تعلیم دلوا سکے۔ یہی خواب انہوں نے جلاوطنی کے دوران لندن میں بھی دیکھا جس کے گواہ ڈاکٹر امجد ثاقب بھی ہیں تو اس خواب کی عملی تعبیر کرتے ہوئے ایک ادارہ Punjab Educational Endowment Fund(PEEF) کے نام سے بنایا گیا۔ سال 2008 میں یہ وعدہ کیا گیا تھا کہ جب اس حکومت کا tenure پورا ہوگا تو اس کے funds دس ارب تک پہنچ جائیں گے۔ اگلے مالی سال تک پچاس ہزار طالب علم اس سے استفادہ کریں گے۔ اس ادارے کے تحت نہ صرف صوبہ پنجاب کے ذہین طالب علموں کی مدد کی گئی بلکہ دوسرے صوبوں کے اٹھارہ سو طالب علموں کی مدد بھی کی گئی ہے۔ گیارہ سو طالب علم صوبہ بلوچستان سے تعلق رکھتے ہیں جنہوں نے اس سکیم سے استفادہ کیا ہے۔ ہم یورپ اور امریکہ جیسے ممالک کے بارے میں تو سنتے تھے کہ وہ اپنے ذہین و فطین طالب علموں کو حکومتی خرچ پر اعلیٰ تعلیم دلواتے ہیں لیکن پاکستان جیسے پسماندہ اور ترقی پذیر ملک میں یہ ناممکن تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ میاں محمد شہباز شریف صاحب کے vision نے وہ کام کر دکھایا ہے جس کے ہم صرف خواب دیکھتے تھے۔

جناب سپیکر! میں اس کے بعد دانش سکولز کی بات کروں گا۔ ایک ایسا پراجیکٹ جس کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے۔ اسے غریبوں کا ایچیسن کہنا چاہئے، اسے مزدوروں کا چیف کالج کہنا چاہئے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس پر اعتراض جاگیردارانہ اور سرمایہ دارانہ سوچ رکھنے والے لوگ کر رہے ہیں، اس پر اعتراض وہ ذہنیت کر رہی ہے جو نہیں چاہتی کہ اس ملک کا غریب طبقہ ایلیٹ کلاسز جیسے سکولوں میں تعلیم حاصل کر سکے۔ دانش سکول کا میرٹ یہ ہے کہ وہ غریب، وہ مزدور، وہ کسان اور وہ ہاری جس

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

کی ماہانہ آمدن صرف -/6000روپیہ تک ہے وہاں پر اُس کے بچوں کو داخلہ مل سکتا ہے اس لئے اس پر اعتراض ہو رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جس طرح جنوبی پنجاب میں دانش سکول چل رہے ہیں اور حکومت کا مزید دانش سکول بنانے کا پروگرام ہے تو جب یہاں سے ان غریبوں کے بچے نکل کر عملی زندگی میں آئیں گے جب وہ سائنس دان بنیں گے، جب وہ بیوروکریٹس بنیں گے، سول سرونٹس بنیں گے تو وہ بچے پڑھ لکھ کر اُن جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کے مقابلہ میں کھڑے ہوں گے اور اُن کو بتائیں گے کہ اس ملک پر غریب کا بھی اُتنا ہی حق ہے جتنا کہ سرمایہ دار اور جاگیر دار کا حق ہے۔

جناب سپیکر! میرے پاس 2012 18th April کی "The News" کی ایک رپورٹ ہے اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ لاہور کے ایچیسن کالج میں 58 فیل شدہ طلباء کو داخلہ دلوایا گیا اور وہ داخلہ کن لوگوں کی recommendation پر ہوا، میں معذرت سے کہوں گا کہ میرٹ کی دھجیاں بکھیری گئیں۔ حکومت پنجاب میرٹ کی بالادستی کی بات کرتی ہے لیکن اس کالج میں صدر پاکستان، وزیراعظم سے لے کر گورنر صوبہ پنجاب اور باقی لوگوں نے بھی سفارشیں کیں اور ایچیسن کالج میں ایک ایسی product داخل کر دی گئی ہے جس کا کوئی میرٹ ہے نہ وہ میرٹ پر یقین رکھتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ awareness کی لہر جو سنٹرل پنجاب سے نکل کر جنوبی پنجاب کی طرف رواں دواں ہے، وہاں کے مزدوروں کی طرف، وہاں کے ہاریوں کی طرف، اُس لہر سے یہ لوگ خوفزدہ ہیں اور شور مچاتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں اس کے بعد پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کی طرف آؤں گا جس کے تحت سرکاری خرچ پر 11 لاکھ طلباء تعلیم حاصل کر رہے ہیں تو یہ بھی وزیراعلیٰ پنجاب کا ایک انتہائی قابل تحسین پراجیکٹ ہے جو انشاء اللہ جاری رہے گا۔

جناب سپیکر! لیپ ٹاپ کی تقسیم۔ کیونکہ یہ ٹیکنالوجی کا دور ہے اس پر اعتراض کی مجھے سمجھ نہیں آتی۔ کیا ہم طلباء کو پتھر کے دور میں بھیجنا چاہتے ہیں اور اس میں 100 فیصد میرٹ کو مدنظر رکھا گیا ہے اگر یہ سکیم اتنی ہی بُری ہے تو پھر خیبر پختونخواہ والے اس سکیم کو کیوں follow کر رہے ہیں مجھے اس کا بھی جواب چاہئے؟

جناب سپیکر! اسی طرح مختلف اضلاع کے سکولوں کو Centre of Excellence بنا دیا گیا ہے یعنی جن ہائی سکولوں میں طلباء کی تعداد ایک ہزار سے زائد ہے اُن کو ماڈل سکول کا درجہ دینا ایک احسن قدم ہے۔ اس بجٹ میں سکول ایجوکیشن کے حوالہ سے سب سے اہم بات یہ ہے کہ تعلیمی اداروں

میں10فیصد نشستیں غریبوں کے بچوں کے لئے مختص کر دی گئی ہیں اس اقدام سے ایلیٹ سکولوں کے مالکان کی چیخیں نکل رہی ہیں اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ آپ کا بہت دانشمندانہ اقدام ہے۔

جناب سپیکر! پنجاب حکومت نے ہمیشہ میرٹ کو follow کیا چاہے وہ پولیس کی بھرتیاں ہوں، چاہے ٹیچرز کی بھرتیاں ہوں۔ گزشتہ سالوں میں 75ہزار ٹیچرز کی میرٹ پر بھرتی اور انشاء اللہ آئندہ مالی سال میں 16ہزار ٹیچرز کی میرٹ پر بھرتی سے تعلیمی میدان میں ایک انقلاب آئے گا۔ اسی طرح missing facilities کے لئے 4۔ارب روپیہ کا رکھا جانا، طالبات کے مڈل سکولوں کو ہائی سکول کا درجہ دلوانا، سائنس لیبارٹریز کے قیام کے لئے رقم کا مختص کئے جانا، ٹیکنیکل یونیورسٹی سیالکوٹ، نالج سٹی رکھ ڈیرہ چاہل اور دانش سکول مریدکے کے قیام کے لئے منصوبہ بندی کی جانی یہ تمام کام اس صوبہ کو یقیناً آگے لے کر جائیں گے۔ انفارمیشن ٹیکنالوجی یونیورسٹی کا قیام اور اس بات کا وعدہ کہ وہاں پر ستمبر میں کلاسیں شروع ہو جائیں گی اس سے تعلیم کے میدان میں بہتری آئے گی۔ اسی طرح نئے کالجوں کی تعمیر سے بھی طلباء کو استفادہ کرنے کا موقع ملے گا۔

جناب سپیکر! اب میں صحت کی طرف آؤں گا اس میں دیہی علاقوں میں ایمبولینس سروس کا آغاز، راولپنڈی انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی اگلے مالی سال میں مکمل ہو جائے گا۔ اس کے علاوہ چار نئے میڈیکل کالجوں کا قیام جس سے ڈاکٹروں کی کمی پوری ہو سکے گی۔ میرے اپنے قصبہ مانانوالہ میں 70سال سے ایک ڈسپنسری تھی وہاں پر چیف منسٹر پنجاب نے مہربانی کرتے ہوئے 20بیڈ کا سول ہسپتال منظور کیا ہے جس پر میں اُن کا شکریہ ادا کرتا ہوں اس سے ہمارے دیہاتی علاقوں میں بسنے والے لوگوں کو یقیناً صحت کی سہولتیں حاصل ہوں گی۔

جناب سپیکر! میں زراعت کی طرف آؤں گا کہ ایگریکلچر روٹس کے لئے گرین ٹریکٹر سکیم بہت اچھا پروگرام ہے اس کے حوالہ سے میں ایک تجویز دوں گا۔ گرین ٹریکٹر سکیم کے ذریعے ٹریکٹر صرف زرعی گریجویٹس کو نہ دیئے جائیں بلکہ چھوٹے زمینداروں کو بھی دیئے جائیں جن کا criteria رکھ دیں کہ اُس کی زمین آدھ مربع سے کم ہو اور میٹرک یا ایف اے ہو۔ میرے دوست پہلے یہ کہہ چکے ہیں کہ ہر یونین کونسل میں ایک گرین ٹریکٹر ضرور دیا جائے۔ اسی طرح کسان ماڈل بازار بنائے گئے ہیں اور مزید بنائے جائیں گے یہ بہت اچھا قدم ہے۔ گندم محفوظ رکھنے کے لئے جدید گودام بنانے کا اعلان بہت اچھا اقدام ہے۔ میری ایک تجویز ہے کہ حکومت پنجاب کو پنجاب کے کسان کو بچانے کے لئے اپنے وسائل سے یوریا کھاد بنانے کا بھی کچھ سوچنا چاہئے کیونکہ میں بڑے دُکھی دل سے یہ کہتا ہوں کہ پچھلی گندم کی

بوائی کے دوران پنجاب کے کسان کے ساتھ جو کچھ ہوا اُس کی مثال نہیں ملتی۔ وہ بات کرتے ہوئے شرم آتی ہے کہ سٹیٹ گیسٹ ہاؤس فیڈرل گورنمنٹ کی عظمت کی علامت ہوتا ہے اُس کو کرپشن کا گڑھ بنا دیا گیا۔ وہاں پر کھاد کے پرمٹ دیئے گئے اور لوگوں کو بُلا بُلا کر کہا گیا کہ یہ پرمٹ لو اور کسان کو بلیک میل کرو۔ یوریا کھاد بلیک میں مہنگی کر کے بیچو اور پنجابی کی ایک مثال ہے، "اتھاں ونڈے شرینیاں مڑ مڑ اپنے گھر۔" یہ شرینیاں سٹیٹ گیسٹ ہاؤس سے بانٹی جاتی رہیں یہ سب کو پتا ہے۔

جناب سپیکر! پاسکو نے گندم کی خریداری میں جو گل کھلائے وہ سب کے سامنے ہیں۔ انہوں نے پاکستان پیپلز پارٹی والوں کی بات مانی، نہ ہماری بات مانی۔ پاسکو نے باردانہ فی بوری 100 روپیہ لیا ہے یہ بڑی شرم کی بات ہے۔

جناب سپیکر! بے روزگاری کو ختم کرنے کے لئے اس بجٹ میں 50 ہزار روپیہ فی کس بلا سود قرضوں کی فراہمی بہت اچھا قدم ہے۔ آئندہ مالی سال میں ڈیڑھ لاکھ نوجوان اس سے استفادہ کریں گے۔

جناب سپیکر! پنجاب کے ساتھ لوڈشیڈنگ کے سلسلہ میں زیادتی ہو رہی ہے اس کا ایک ہی حل ہے کہ یہاں پر کالا باغ ڈیم بنایا جائے۔ میں وزیر اعظم صاحب سے کہوں گا، منت کروں گا اور درخواست کروں گا کہ آپ کے لئے یہ بڑا اچھا موقع ہے اپنے گناہوں کی تلافی کے لئے پنجاب کی زراعت اور پورے پاکستان کی معیشت کو بچانے کے لئے کالا باغ ڈیم بنانے کا اعلان کر جائیں۔ اس طرح آپ کے گناہوں کی معافی ہو جائے گی۔

جناب سپیکر! ایک کالم میں لکھا گیا ہے کہ ہندوستان 10 سے 12۔ ارب روپے کالا باغ ڈیم کے مخالفین میں تقسیم کرتا ہے تاکہ یہ ڈیم نہ بن سکے۔ اس سے اس پراجیکٹ کی افادیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ میں یہ کہوں گا کہ کالا باغ ڈیم اب اس ملک کی شہ رگ بن چکا ہے اس لئے اس پر ضرور توجہ دینی چاہئے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے جو اعلان کیا تھا کہ وہ اغیار کی امداد نہ لیں گے انہوں نے اس پر ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا۔ انہوں نے میاں محمد نواز شریف صاحب کے vision کے مطابق ثابت کر دیا کہ ہم اپنے ذرائع سے ہمت کر کے کام کر سکتے ہیں، آگے جا سکتے ہیں اور ترقی کر سکتے ہیں۔ میں اگر یہ کہوں کہ محمد شہباز شریف صاحب نے قائد کے افکار کے مطابق اور اقبال کا صحیح شاہین ہونے کا حق ادا کر دیا ہے تو یہ بات غلط نہ ہو گی۔ ہم انشاء اللہ میاں محمد نواز شریف صاحب کی قیادت اور میاں محمد شہباز شریف صاحب کے

vision کے مطابق اس ملک میں میرٹ کی بالا دستی کو فروغ دیں گے اور اس ملک میں صحیح معنوں میں soft revolution ان کی قیادت میں آ کر رہے گا۔ میاں محمد نواز شریف زندہ باد، میاں محمد شہباز شریف زندہ باد۔

جناب سپیکر: بہت مہربانی، بہت شکریہ۔ Next سید ناظم حسین شاہ صاحب، غیر حاضر ہیں۔ جناب محمد اشرف خان سوہنا صاحب، غیر حاضر ہیں۔ ملک محمد عباس راں صاحب، غیر حاضر ہیں۔ جناب محمد عامر غنی صاحب، غیر حاضر ہیں۔ سید احمد مجتبیٰ گیلانی صاحب، غیر حاضر ہیں۔ میاں محمد شفیق آرائیں صاحب، غیر حاضر ہیں۔ جناب محمد اکرم خان کانجو صاحب، غیر حاضر ہیں۔ رانا اعجاز احمد نون صاحب، غیر حاضر ہیں۔ جناب عباس ظفر ہراج صاحب، غیر حاضر ہیں۔ جناب نشاط احمد خان ڈاہا صاحب، غیر حاضر ہیں۔ رانا بابر حسین صاحب، غیر حاضر ہیں۔ جناب محمد جمیل شاہ صاحب، غیر حاضر ہیں۔ جناب محمد حفیظ اختر چودھری صاحب، غیر حاضر ہیں۔ جناب شہزاد سعید چیمہ صاحب، غیر حاضر ہیں۔ سردار خالد سلیم بھٹی صاحب، غیر حاضر ہیں۔ سردار محمد خان کھچی صاحب، غیر حاضر ہیں۔ چودھری ذوالفقار علی بھنڈر صاحب، غیر حاضر ہیں۔ سردار امان اللہ خان دریشک صاحب، غیر حاضر ہیں۔ رائے محمد اسلم خان صاحب، غیر حاضر ہیں۔ محترمہ سفینہ صائمہ کھر صاحبہ، غیر حاضر ہیں۔ ڈاکٹر آمنہ بٹر۔۔۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! ان کی رکنیت معطل ہو چکی ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ محترمہ رفعت سلطانہ ڈار صاحبہ!

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں جو کچھ کہوں گی سچ کہوں گی اور سچ کے علاوہ کچھ نہیں کہوں گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہ temporary بجٹ temporary خیمہ بستی کے temporary وزیر خزانہ نے پیش کیا ہے۔ اس بجٹ میں لگاتار وفاق کو تنقید کا نشانہ بنایا گیا اور خود اپنے منہ میاں مٹھو بنے رہے۔ تعریف تو اس کی ہوتی ہے یا اس کی کی جاتی ہے جس نے کچھ نئے اقدامات کئے ہوں، نظم وضبط کا مظاہرہ کیا ہو اور اچھے اخلاق کا مظاہرہ کیا ہو۔ اگر ان موصوف میں اوصاف نہیں ہیں تو میں ان کو خادم اعلیٰ نہیں کہوں گی بلکہ ظالم اعلیٰ ہی کہوں گی۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ نے پڑھ کر تقریر نہیں کرنی۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب والا! میں points دیکھ رہی ہوں اور صرف heading دیکھ رہی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب والا! توانائی کو لیجئے۔

ڈاکٹر غزالہ رضا رانا: کیوں لیں؟

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ صاحب نے توانائی کو ذرہ بھر نہیں بڑھایا بلکہ اپنی توانائی بڑھانے پر زور دیا۔ پنجاب حکومت نے ریکارڈ قائم کر دیئے ہیں وہ کیسے کہ مظاہرہ کرنے والوں کا ساتھ دیا، راستے میں اشارے آئے وہ بھی توڑ دیئے، بسیں بھی توڑ دیں، واپڈا کا دفتر آیا وہ بھی توڑ دیا، بیکری کو توڑا اور بیکری سے چیزیں اٹھالیں۔ یہ سب کچھ میڈیا پر دکھایا گیا اس عمل کو پوری دنیا نے دیکھا اور پنجاب حکومت پر تھو تھو کیا۔ اگر وزیر اعلیٰ صاحب چاہتے تو وہ توانائی پر قدرے قابو پا سکتے تھے۔

جناب سپیکر: آپ اچھا مشورہ دیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! آپ کی بینجمن سسٹرز کیں گی تو میں کچھ بولوں گی۔ پچھلی دفعہ بجٹ میں 18۔ارب روپے رکھے گئے تھے کہ دو سومنی ڈیم بنائے جائیں گے۔ اس دفعہ بھی آپ نے پیسے رکھے ہیں 9۔ارب روپے الگ رکھے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ کون سا ڈیم بنانا چاہتے ہیں؟

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! دو سو ڈیم چاہتے ہیں۔ وہ 18۔ارب روپے کدھر گئے ہیں؟ وزیر اعلیٰ صاحب چائنا گئے تھے چائنا والوں نے کہا کہ کچرے سے بجلی بنا کر دیں گے انہوں نے اتنی توڑ پھوڑ کی اور کچرا بنا دیا اس لئے بجلی بنانا توان کے لئے بہت آسان تھا۔

جناب سپیکر! مل جل کر توانائی کے بحران پر قابو پانا چاہئے۔ مگر آپ کے لوگ جب speech کرتے ہیں تو "تیلی" لگا دیتے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ No cross talk جی، ڈار صاحبہ!

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! وفاق نے اِن تنقیدوں کا نہایت تحمل مزاجی سے مقابلہ کیا اور ہمیں ایسی کوئی ترغیب نہیں دی کہ یہاں شور و غل کیا جائے لہذا میں اپنی وفاقی حکومت کو خراج تحسین

پیش کرنا چاہتی ہوں۔اگر میں اپنی وفاقی حکومت کے لئے اس House میں کچھ نہ بولوں تو سراسر زیادتی ہوگی۔اسے ذرا غور سے سنیئے گا۔

سانوں صدر تے اعتبار وے، جداں دا وی اے او ساڈا سرکار وے
جمہوریت نال جنوں پیار وے
سی ایم تے لگدا بیمار وے، شاید دماغ اِچ خمار وے
کیوں صدر تے کیوں پی ایم تے گلا کراں لکھ وار میں
بسم اللہ کراں بسم اللہ پڑھاں لکھ وار میں

جناب سپیکر: محترمہ!یہ گانوں کے لئے کوئی studio نہیں ہے۔آپ اپنی تقریر کریں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر!

اساں تے صدر بنایا جمہوریت بچاون لئی
خورے کیوں دشمن بن گئے اوہدی جان لئی
سانوں صدر تے اعتبار وے، جمہوریت نال جنوں پیار وے
کیوں صدر تے کیوں پی ایم تے گلہ کراں لکھ وار میں
بسم اللہ کراں بسم اللہ پڑھاں لکھ وار میں

جناب سپیکر: محترمہ!آپ کیا کر رہی ہیں،کیا آپ یہ تقریر کر رہی ہیں؟

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر!اب میں عدل پر بات کروں گی۔

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران حزب اقتدار کی طرف سے
"بول جا بول جا، ہور جھوٹ بول جا" کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر: نہیں، یہ ٹھیک نہیں ہے۔مجھے اُن کی بات سننے دیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر!یہ مقابلہ بازی پر اُتر آئی ہیں یہ زیادتی ہے۔میں اپنی تقریر پُرامن طریقہ سے کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، آپ پُرامن طریقہ سے بات کریں۔آرڈر پلیز۔آرڈر پلیز۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر!میں عدلیہ کے حوالے سے بات کروں گی کہ چار سال ہو گئے ہیں اور میں یہ راگ الاپ اور رَٹ لگائے ہوئے ہوں کہ فیصل آباد کی عوام غریب ہے۔(قطع کلامیاں)

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! حکومتی بنچوں پر بیٹھی خواتین decorum خراب کر رہی ہیں، آپ Custodian ہیں لہذا ان کو منع کریں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! حکومتی بنچوں پر بیٹھے فیصل آباد والے House کا ماحول خراب کر رہے ہیں۔

MR SPEAKER: Order please. Order please.

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میں عدل کے حوالے سے چار سال سے اپنی تقریر میں یہی ذکر کر رہی ہوں کہ فیصل آباد میں ہائیکورٹ بنچ کا قیام عمل میں لانا بہت ضروری ہے۔ فیصل آباد کی غریب عوام CNG بسوں اور کاروں میں آتی ہے تو آدھے سے زیادہ لوگ راستے میں ہی لٹ جاتے ہیں جس کی وجہ سے وہ اپنی تاریخ پر وقت پر پہنچ ہی نہیں پاتے اور جو لوگ پہنچ جاتے ہیں تو آگے جج آرام کے لئے چلے جاتے ہیں۔ کئی لوگوں کو وکیل نہیں ملتا اور جب کوئی عورت اتنی دُور سے آتی ہے تو وکیل ہی اُس کی عزت پر حملہ کر دیتا ہے لہذا فیصل آباد کی عوام کے لئے ہائیکورٹ بنچ کا قیام نہایت ضروری ہے۔ اگر وفاق، چیف جسٹس پاکستان یا وزیر اعلیٰ کے یہ ذمہ ہے تو میں ہاتھ جوڑ کر سب سے request کرتی ہوں کہ فیصل آباد کی غریب عوام کو اُن کی شکایت دُور کرتے ہوئے ہائیکورٹ بنچ کا قیام عمل میں لایا جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں صحت کے حوالے سے بات کروں گی کہ آپ ہسپتال پر ہسپتال بناتے جائیں، ڈسپنسریوں پر ڈسپنسریاں بناتے جائیں لیکن جب تک آپ کے ہسپتالوں میں ادویات نہیں ملیں گی تو لوگ ایسے ہی مر جائیں گے کیونکہ میں نے خود اپنی آنکھوں سے ایک ایک bed پر دو دو مریض عورتیں اور بچے پڑے دیکھے ہیں۔ وہاں پر ادویات اور beds فراہم کئے جائیں کیونکہ وہاں پر ادویات تو بالکل ہی ختم ہو گئی ہیں۔ پتا نہیں یہ پیسے کدھر جاتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، اب آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میرے ابھی points رہتے ہیں جو بہت ضروری ہیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ کی بڑی مہربانی۔ پلیز تشریف رکھیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! بات نہ کرنے دینا سراسر زیادتی ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! اگر آپ گانے گانا شروع ہو گئی ہیں تو کیا اس میں میرا قصور ہے؟

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میں نے بولنا ہے اس لئے مجھے ٹائم دیا جائے۔

جناب سپیکر: نہیں، اب آپ کو ٹائم نہیں ملے گا۔ اب آگے چلنے دیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! مجھے بولنے کے لئے تھوڑا سا ٹائم دے دیں۔ یہ سراسر زیادتی ہے۔

جناب سپیکر: مجھے آپ کی آواز آرہی ہے لیکن بولنے کے لئے mike نہیں کھلے گا۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میں mike کے بغیر بھی بول لوں گی۔

جناب سپیکر: اِن کے درمیان کوئی نہ بولے۔ محترمہ! آپ جلدی سے بات کریں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! تعلیم کے میدان میں دیکھیں کہ آئی ٹی یونیورسٹیاں بنا رہے ہیں لیکن آئی ٹی کی اہمیت اور افادیت کا کسی کو پتا ہی نہیں ہے۔ یہ آپ کے سفارشی وزیروں کو معلوم ہی نہیں ہے کہ آئی ٹی کیا چیز ہے؟ اگر انہیں پتا ہوتا تو آئی ٹی کی کمیٹی ختم نہ کی جاتی۔

جناب سپیکر: جی، آپ جلدی سے اپنی بات ختم کریں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! آپ لوگوں نے انگریزی میں تعلیم دی لیکن پرچے اُردو میں لئے جا رہے ہیں، یہ تعلیم کا معیار ہے؟ یہاں پر بڑی intellectual دنیا بستی ہے جن کے لئے آئی ٹی کی تعلیم بہت ضروری ہے۔ پیلی ٹیکسی اچھا اقدام ہے مگر یہ بھی مزارعوں کی نذر ہو کر ہمارے لئے وبالِ جان بن جائیں گی۔ میرا آخری point ہے اور اب میں اپنی بات جلد ختم کر دیتی ہوں۔ اگر وزیر خزانہ دھیان دیتے ہوئے میری چھوٹی سی گزارش کو قبول کر لیں تو میری گزارش ہے کہ لوگوں کو پیلی ریڑھیاں بنا کر دے دیں کیونکہ اُن پر CNG اور پٹرول کا بوجھ نہیں ہوگا۔ پیلی ریڑھیوں سے کوئی بندہ مال برداری، کوئی سبزی اور کوئی فروٹ بیچنے کے لئے اپنا کام کر لے گا۔ پیلی ریڑھیاں دے دیں اور ساتھ غریبوں کو فیکٹریوں تک جانے کے لئے سائیکلیں مہیا کر دیں۔ سب سے آسان طریقہ یہ ہے کہ آدھی ٹیکسی دے دیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کی بہت مہربانی۔ اب آخری بات کر لیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میں اب آخری شعر بول دیتی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، آپ کی بہت مہربانی۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر!

میری عرضی مان مولا، تیری اونچی شان مولا
سی ایم کو ذرا اسمبلی بلا دے، دو سوئیں تے دو ڈیم بنا دے

جناب سپیکر: اِن کا mike بند کیا جائے۔جی، اگلے مقرر عامر سلطان چیمہ صاحب ہیں۔

چوہدری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! مجھ سے بولا نہیں جا رہا کیونکہ میرا گلا خراب ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔اگلی مقرر سیدہ ماجدہ زیدی صاحبہ ہیں۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! آپ کو ڈار صاحبہ کا آخری شعر سننا پڑے گا۔

جناب سپیکر: مجھے کام کرنے دیں۔آرڈر پلیز۔ سیدہ بشریٰ نواز گردیزی صاحبہ! غیر حاضر ہیں۔ محترمہ آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! یہ گانا آپ کو سننا پڑے گا۔ مجھے گانے کے آخری شعر بول لینے دیں۔

جناب سپیکر: No mike پلیز آپ تشریف رکھیں۔اب میں شعر نہیں سنتا۔جی، آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں اپنی بات کے آغاز میں کہوں گی کہ:

مصلحت کوشو! اٹھو خواب لٹے جاتے ہیں
زندہ رہنے کے بھی اسباب لٹے جاتے ہیں
کیا یہ ضروری ہے کہ تم پر بھی قیامت گزرے
کیا یہ کافی نہیں احباب لٹے جاتے ہیں

جناب سپیکر! میں آج کی اپنی اس تقریر میں کچھ comparison پیش کرنا چاہتی ہوں۔ یہ اس tenure کا آخری بجٹ ہے اور ہمیشہ سے (ن) لیگ کی قیادت کا ایک طریقہ رہا ہے کہ اِن کا tenure ہو یا نہ ہو وہ tenure کو چلنے نہیں دیتے اور آج بھی وہ کسی نہ کسی شکل میں اس حکومت کو گرانے کے چکر میں ہیں لیکن ہر توڑ کا پکا جوڑ ضرور موجود رہتا ہے مگر اس مرتبہ کا صمد بونڈ کچھ زیادہ پکا نکلا۔ ان کا ہر حربہ ابھی تک ناکام ہے۔

جناب سپیکر! میں کچھ تقابلی جائزہ سابقہ حکومت چوہدری پرویز الٰہی بمقابلہ میں محمد شہباز شریف پیش کرنا چاہوں گی۔سب سے پہلے میں معاشی کارکردگی پر بات کروں گی اور بات will and

skillکی ہو گی کہ ہم نے کیا کیا تھا اور آج کیا ہو رہا ہے۔ جو بات میں کہوں گی اس کی تصدیق کے لئے سٹیٹ بنک کی ویب سائٹ پر بھی جایا جا سکتا ہے اور اکاؤنٹنٹ جنرل کی رپورٹس کو بھی چیک کیا جا سکتا ہے جبکہ بین الاقوامی اداروں کی بھی بہت ساری رپورٹس اس سلسلے میں موجود ہیں۔ سٹیٹ بنک کے مطابق2007 میں پنجاب100۔ارب روپے کاsurplus تھا اور آج 2012 میں500۔ارب روپے کا مقروض ہے۔ وفاق اور مختلف مالیاتی اداروں سے 60 فیصد سے زائد قرضہ جات دوسرے صوبوں کی نسبت وصول کئے جا چکے ہیں اور سب سے زیادہ افسوسناک بات یہ ہے کہ پنجاب قرضے لینے میں سرفہرست ہے۔2007 میں90لاکھ افراد خط غربت سے بلند ہوئے تھے اور آج 2012 میں ایک کروڑ 20لاکھ افراد غربت کی لکیر سے نیچے دھکیل دیئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر!2007 میں پنجاب کی شرح نمو8 فیصد تھی اور بدقسمتی سے آج شرح نمو اڑھائی فیصد سے بھی کم ہو چکی ہے۔2007 میں ٹیکس وصولی میں 110 فیصد اضافہ ہوا لیکن آج 2012 میں ٹیکس وصولیوں میں30 فیصد کمی ہوئی ہے جس کی وجہ سے پنجاب کو360۔ارب روپے کا خسارہ برداشت کرنا پڑ رہا ہے۔ ہمارے دور میں سالانہ ترقیاتی بجٹ 95 فیصد استعمال ہوا کرتا تھا اور آج اس میں 43 فیصد کمی آ چکی ہے۔ یہ معاشی حالات کا ذکر تھا اور اب ہم تعلیمی میدان میں آتے ہیں۔ یہاں کیا ہو رہا ہے اور ہمارے دور میں کیا ہوا، ہماریwill & skill کیا تھی اور ہماری نیت اور صلاحیت کیا تھی اور آج تعلیم کے میدان میں کیا ہو رہا ہے؟ چودھری پرویزالٰہی نے ایک سگے باپ کی طرح جو اپنے تمام بچوں میں یکساں حقوق تقسیم کرتے ہوئے اس انداز سے سب کے لئے یکساں تعلیمی معیار کو ترجیح دیتے ہوئے پڑھا لکھا پنجاب شروع کیا۔ پڑھا لکھا پنجاب ایک ایسا منصوبہ تھا جس کی ورلڈ بنک سمیت تمام بین الاقوامی اداروں نے تعریف کی جس کے ثبوت موجود ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! مفت کتابیں، میٹرک تک مفت تعلیم، 63ہزار سے زائد سکولز، 11لاکھ بچیوں کے لئے ماہانہ وظائف شروع کئے گئے۔ 13-2012 میں عام سکولوں کو نظرانداز کر کے صرف اور صرف دانش سکولز جہاں صرف چند سو بچوں کو نوازا جائے گا تو کیا یہ ایک سوتیلے باپ والا سلوک نہیں ہے کہ آپ اپنے تمام بچوں کو یکساں حقوق دینے کی بجائے چند بچوں پر توجہ دیں جو آپ کے سگے ہیں تو کیا باقی بچے بھارت یا اسرائیل سے آئے ہیں؟ میں یہاں پر آئین کے آرٹیکل 25 اور (a)25 کے متعلق بتانا چاہوں گی:

Equality of citizens (1) All citizens are equal before law and are entitled to equal protection of law (2) There shall

be no discrimination on the basis of sex alone (3) Nothing in this article shall prevent the State from making any special provision for protection of women and children 25(a) The State shall provide free and compulsory education to all children of the age of five to sixteen years in such manner as may be determined by law.

جناب سپیکر! آج آئین کی دھجیاں اڑائی جا رہی ہیں۔ پنجاب میں ہزاروں کے حساب سے سکول بند کر دیئے گئے ہیں۔ Missing facilities کو پورا کرنے کی بجائے سیاسی رشوت کے طور پر لیپ ٹاپ تقسیم کئے گئے جن میں اربوں روپے کا گھپلا سامنے آیا۔ ہمارے دور میں چودھری پرویزالٰہی نے 1500 کمپیوٹرائزڈ لیبارٹریز بنوائیں، انہیں کیوں نظر انداز کر کے لیپ ٹاپ تقسیم کئے گئے؟ ان لیبارٹریوں کے ذریعے بچوں کو کیوں نہیں کمپیوٹر کی تعلیم دی گئی؟ بجٹ میں 21 کالجوں کا ذکر کیا گیا ہے لیکن میں ذکر کروں گی کہ چودھری پرویزالٰہی کے دور میں 45 کالج تعمیر ہوئے اور مجھے بتایا جائے کہ انہیں آج تک شروع کیوں نہیں کیا گیا؟ کیا وہ حکومت اور عوام کے ٹیکسوں کا پیسا نہیں تھا جو ان عمارتوں پر خرچ ہوا اور ان تعلیمی اداروں میں کلاسیں کیوں نہیں شروع کی گئیں اور یہ انتقام چودھری پرویزالٰہی صاحب سے لے رہے ہیں یا عوام سے لے رہے ہیں؟

جناب سپیکر: محترمہ! bell ہو چکی ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میری استدعا ہے کہ مجھے بات کرنے دی جائے کیونکہ بہت سارے لوگ اپنے حصے کی تقریر نہیں کرنے آئے۔

جناب سپیکر: محترمہ! باتیں سب ہی کرنا چاہتے ہیں اور آپ اکیلی تو نہیں کریں گی۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میری آپ سے humble request ہے کہ مجھے بات کرنے دی جائے۔ میں یہاں پر ان اعداد و شمار کے علاوہ کوئی غیر متعلقہ بات یا ٹھٹھا مذاق نہیں کروں گی۔

جناب سپیکر: محترمہ! Principle سب کے لئے برابر ہے اس لئے مہربانی کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! صحت میں بے وزیر وزارت، بجٹ میں 60 فیصد کٹوتیاں اور دعوٰی جنرل وارڈ میں free medicines کا تھا لیکن آج ایمرجنسی میں بھی free medicines دستیاب

نہ ہیں۔ ہمارے دور میں ڈاکٹروں کا وقار بلند کیا گیا اور ہسپتالوں میں اس قسم کا سسٹم دیا گیا جس کی وجہ سے۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! تشریف رکھیں کیونکہ بہت وقت ہو گیا۔ حاجی عمران ظفر صاحب!

حاجی عمران ظفر: اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ وعلیٰ الک واصحابک یا حبیب اللہ۔

یہ سب تمہارا کرم ہے آقا
کہ بات اب تک بنی ہوئی ہے

جناب سپیکر! شکریہ۔ میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ جس نے اپنے پیارے حبیب حضرت محمد ﷺ کے صدقے پاکستان مسلم لیگ (ن) کی جمہوری حکومت کو آج پانچواں بجٹ پیش کرنے کا موقع فراہم کیا۔ میں اپنے قائد میاں محمد شہباز شریف صاحب اور اپنے بھائی وزیر خزانہ مجتبیٰ شجاع الرحمٰن صاحب کو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے عوام دوست بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! آج ہمارے ملک میں جو حالات ہیں۔۔۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں واک آؤٹ کرتی ہوں۔

جناب سپیکر: محترمہ! واک آؤٹ نہ کریں اور آپ کو صرف ایک منٹ دیا جائے گا اس سے زیادہ وقت نہیں دوں گا۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! ایک منٹ میں میری بات مکمل نہیں ہو گی۔ میں وہ باتیں کر رہی ہوں جو جائز اور سچی ہیں، میں کوئی غیر متعلقہ بات نہیں کر رہی۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ to the point بات کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! صنعتی میدان میں سندر انڈسٹریل اسٹیٹ فیصل آباد، ملتان، گجرات، اٹک وغیرہ بنائیں لیکن انہوں نے کیا کیا ہے؟ آج دیکھیں سندر انڈسٹریل اسٹیٹ میں انڈسٹریز بند ہو رہی ہیں۔ میں آپ کو بتا رہی تھی کہ 66 ہیڈ ورکس جہاں پر اپنی بجلی اور اپنا پانی چودھری پرویز الٰہی نے شروع کیا تھا انہوں نے تو کہا تھا کہ ہم ڈیم بنائیں گے، کہاں ہیں وہ ڈیم؟ آئی ٹی پارک بنایا گیا، اس کی علیحدہ

منسٹری بنائی گئی انہوں نے اس کو ارفع کریم کا نام دے دیا۔ یہ بہت اچھی بات ہے لیکن انہوں نے وہاں اپنے نام کی تختی لگالی۔

جناب سپیکر: آپ ان کی طرف اشارہ کیوں کر رہی ہیں؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! اس کے افتتاح پر 115۔ارب روپے کی آمدن متوقع تھی جو آج بھی منتظر ہے لیکن وہ کہاں ہے؟

جناب سپیکر! چودھری پرویزالٰہی کا کارنامہ ہے کہ انہوں نے قرآن بورڈ بنایا لیکن آج کا یہ بہت بڑا مسئلہ ہے کہ ناپاک صفحوں پر قرآن پاک لکھا جا رہا ہے۔ان کا یہ پروگرام تھا کہ قرآن پاک کے پرانے صفحات کی recycling کی جائے گی۔اس کے علاوہ سابقہ دور حکومت میں سیرت اکیڈمی بنائی گئی جس کا الحاق جامعۃ الازہر سے کیا۔اب اُس بلڈنگ کو جا کر دیکھیں وہ کھنڈر بنی ہوئی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: اب آپ مہربانی کریں اور اپنی بات بند کریں، دوسروں نے بھی ٹائم لینا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! چودھری پرویزالٰہی نے لاہور سے ننکانہ صاحب اور دیگر عمارتوں پر funding کی تھی تاکہ اقلیت کو تحفظ کا احساس دلایا جا سکے۔انہوں نے اقلیتوں کی علیحدہ وزارت بنائی جس کے تحت ان کی عبادگاہوں کو funding کی گئی۔ایف سی کالج سمیت بہت سے تعلیمی ادارے اقلیتوں کو واپس کئے گئے۔

جناب والا! پرویزالٰہی صاحب نے Lahore Rapid Transit Train کا منصوبہ شروع کیا اس کے لئے ایشین ڈویلپمنٹ بنک نے قرضہ دیا لیکن انہوں نے خط لکھ کر اس کو منع کر دیا کہ حالات سازگار نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: آپ مہربانی کر کے wind up کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! موجودہ حکومت نے rapid bus کا منصوبہ دیا، اِنہوں نے بنی بنائی سڑکوں کو اکھاڑ دیا اور اب دوبارہ بنا رہے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی، اب آپ تشریف رکھیں، آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ آمنہ الفت: پرویزالٰہی صاحب کے دور میں ہسپتالوں میں مفت ادویات کی فراہمی تھی۔اب جنرل وارڈ تو دور کی بات ہے ایمرجنسی میں بھی مفت ادویات بند کر دی گئی ہیں۔دیہی صحت مراکز غنڈہ عناصر کا مسکن بن چکے ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ!اب مہربانی کریں۔۔۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! پرویزالٰہی کے دور میں Hospital Waste Management کا طریقہ لایا گیا۔ میڈیکل یونیورسٹی بنائی گئی، میڈیکل کالج بنائے گے اور پولیو کا خاتمہ کیا گیا۔ انہوں نے کیا کیا؟ فیصل آباد انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی کی بلڈنگ چار سال سے بنی ہوئی ہے مگر وہاں ہسپتال شروع نہیں کیا گیا۔ اسی طرح وزیرآباد کے انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی کو شروع نہیں کیا گیا۔ ان کے سینے میں دل ہے اور نہ کسی کا درد۔

جناب سپیکر! ہمارے دور میں ہسپتالوں میں management system لایا جا رہا تھا۔ ڈاکٹر خوش تھے، ان کی عزت نفس اور پیشے کے تقدس کا احساس کیا جاتا تھا اور اب اڑھائی ہزار ڈاکٹر نقل مکانی کر چکے ہیں۔ ڈاکٹر پولیس جبر کا نشانہ بنے ہوئے ہیں۔ پیرا میڈیکل سٹاف اور نرسیں بھی سڑکوں پر سراپا احتجاج ہیں۔

جناب سپیکر: مہربانی کریں، مہربانی کریں۔۔

محترمہ آمنہ الفت: ریسکیو 1122 کا قیام معرض وجود میں لایا گیا۔ ساڑھے بارہ لاکھ لوگوں کو بروقت علاج فراہم کیا گیا۔ انہوں نے کیا کیا ہے؟ چودھری پرویزالٰہی نے چائلڈ پروٹیکشن بیورو کو وجود دیا۔ بھیک مانگنے والے بچوں کو سڑک سے اٹھا کر اس ادارے میں پڑھا لکھا کر باعزت شہری بنایا گیا اب تمام بچے پھر سڑکوں پر بھیک مانگ رہے ہیں۔۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جامعہ حفصہ میں بچوں کو شہید کرنے والے بھی یہی لوگ ہیں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب!آپ تشریف رکھیں، محترمہ! دوسروں کا بھی خیال کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! ہمارے دور میں GDP آٹھ فیصد تک پہنچ گیا تھا اب صرف اڑھائی فیصد ہے۔ پانی کی غیر منصفانہ تقسیم کا خاتمہ کیا گیا۔ پکے کھالے بنائے گئے اور head to tail پانی کی سپلائی کی گئی۔ ساڑھے بارہ ایکڑ زمین سے کم مالکوں کو ٹیکس کی چھوٹ دی گئی۔

جناب سپیکر! مبارک سنٹر، صحافی کالونی، لیبر کالونی، لاہور سپورٹس سٹی جیسے منصوبے چودھری پرویزالٰہی نے عوام کو دیئے، خادم اعلیٰ نے بند کرا دیئے یہ صرف حقہ پانی بند کرنے آئے ہیں۔

جناب سپیکر: بس کریں، محترمہ!

محترمہ آمنہ الفت: لاہور رنگ روڈ پروفیسر ٹرنر کی مشاورت سے بنایا گیا۔ انہوں نے آتے ہی ردوبدل کر کے 21۔ارب روپے جاتی عمرہ پر لگا دیئے۔ ہماری حکومت نے یہ منصوبہ عوام کے لئے فلاحی اور فری بنایا تھا مگر انہوں نے ٹیکس لگا دیا۔ فیصل آباد رنگ روڈ rollback کر دیا گیا۔ لاہور تا سیالکوٹ موٹروے بنانے کے لئے 23۔ارب کا منصوبہ تھا۔ اس سے اڑھائی گھنٹے کا سفر صرف 45 منٹ میں طے ہونا تھا مگر انہوں نے وہ بھی بند کر دیا۔ جرمنی اور سویڈن نے پولی ٹیکنیکل یونیورسٹی کے فنڈز جاری کئے بعد ازاں یہ منصوبہ بھارت منتقل کر دیا گیا۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کا یہ طریقہ ٹھیک نہیں ہے، یہ طریقہ ٹھیک نہیں ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! پٹواری کلچر اور قبضہ مافیا کا خاتمہ کرنے کے لئے پرویزالٰہی دور میں land record computerization کا کام شروع ہوا۔ انہوں نے ختم کر کے قبضہ مافیا کو نوازنا شروع کر دیا۔

جناب سپیکر: آپ کیا کر رہی ہیں؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! آپ میری بات نہیں سننا چاہتے حالانکہ میرے پاس کورم پوائنٹ کرنے کا اختیار ہے لیکن میں وہ نہیں کرنا چاہتی۔۔

جناب سپیکر: اس سے میرا نقصان ہے یا آپ کا نقصان ہے؟ کر لیں جو کرنا چاہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: میں آخری شعر پڑھ کر بات ختم کرتی ہوں۔

جناب سپیکر: آپ کہیں سے شیر لے آئیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! شعر یہ ہے کہ:

ظلم ہے اور بے زبانی ہے
یہ میرے عہد کی کہانی ہے
غم کا احساس تک نہیں باقی
رائیگانی سی رائیگانی ہے
کون کاٹے پہاڑ راتوں کے
کس کی آنکھوں میں اتنا پانی ہے

یوں جنازہ اٹھا حمیت کا
گریہ زاری نہ نوحہ خوانی ہے
خود کو زندہ سمجھ رہے ہیں ہم
آہ کس درجہ خوش گمانی ہے
عدل و انصاف میں بھی استثنیٰ
جبر اور ظلم کی نشانی ہے
شکریہ

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ جی، مولانا!

حاجی عمران ظفر: اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ **الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ**

یہ سب تمہارا کرم ہے آقا کہ بات اب تک بنی ہوئی ہے

جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ جس نے اپنے پیارے حبیب حضرت محمد ﷺ کے صدقے پاکستان مسلم لیگ (ن) کی جمہوری حکومت کو پانچواں بجٹ پیش کرنے کا موقع فراہم کیا۔ اس موقع پر میں قائد پاکستان میاں محمد نواز شریف، خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور اپنے بھائی وزیر خزانہ جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کو غریب عوام دوست بجٹ پیش کرنے پر دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ آج ہمارے ملک میں جو حالات ہیں، ہمارا ملک جن crisis سے گزر رہا ہے یہ پنجاب کے ساتھ ظلم اور زیادتی وفاقی حکومت کر رہی ہے۔ یہاں بجلی ہے اور نہ گیس ہے اور غریبوں کے چولہے ٹھنڈے ہو رہے ہیں۔ الحمد للہ ہماری حکومت نے اس سال بجٹ میں انرجی سیکٹر میں 10۔ ارب روپے رکھے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ آنے والے دنوں میں پنجاب حکومت یہ بجلی کے crisis ختم کرے گی اور غریب عوام کو اس کا فائدہ ہو گا۔ ہمارے قائد نے غریبوں کے لئے خصوصی طور پر روزگار سکیم شروع کی جس میں بیس ہزار ییلو کیب گاڑیاں دی ہیں۔ یہ وہ سکیم ہے جس سے ہمارے پڑھے لکھے نوجوانوں کو فائدہ ہوا اور اس کے ساتھ ساتھ بیس ہزار لوگ نہیں بلکہ چالیس ہزار لوگوں نے فائدہ اٹھایا۔ الحمد للہ اس کے علاوہ گرین ٹریکٹر سکیم شروع ہوئی۔ الحمد للہ یہ سارے کا سارا process صرف اور صرف میرٹ کی بنیاد پر ہوا۔ یہ خادم اعلیٰ پنجاب کی میرٹ پالیسی ہے جس کی وجہ سے پورے پنجاب میں غریبوں کو ان کا حق مل رہا ہے۔ ہماری گورنمنٹ نے آئندہ سال پچاس ہزار گریجویٹس کو Internship

کی آفر کی ہے اور الحمدللہ ان سٹوڈنٹس کو دس ہزار روپے تک کے معاوضے دیئے جائیں گے۔الحمدللہ سستے ماڈل بازار خادم اعلیٰ پنجاب کا بہت بڑا کارنامہ ہے۔گیارہ اضلاع میں سستے ماڈل بازار بنے ہیں اس سے بھی ہماری غریب عوام اور پنجاب کی عوام بھرپور فائدہ اٹھا رہی ہے۔

جناب سپیکر!آشیانہ ہاؤسنگ سکیم،میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی غریب عوام کے لئے خادم اعلیٰ پنجاب کا وہ تحفہ ہے جسے آنے والی نسلیں انشاء اللہ تعالیٰ یاد رکھیں گی۔جناح آبادی سکیم،ہمارے قائد، قائد پاکستان میاں محمد نواز شریف جب وزیر اعلیٰ تھے یہ ان کے دور میں شروع ہوئی۔الحمدللہ اس سال 58ہزار خاندانوں کو پانچ مرلے کے پلاٹ دیئے گئے اور انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ مالی سال میں ایک لاکھ 15ہزار خاندانوں اور حق داروں کو میرٹ کی بنیاد پر دیئے جائیں گے۔اس کے علاوہ غریب کے آٹا کے لئے 27۔ارب رکھنا ہماری گورنمنٹ کا بہت بڑا کارنامہ ہے۔

جناب سپیکر!اب میں تعلیم کے حوالے بات کرنا چاہتا ہوں۔الحمدللہPunjab Education Endowment Funds کے ذریعے 8۔ارب روپے خرچ ہوچکے ہیں، انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ مالی سال میں 2۔ارب روپے اس کے لئے رکھے گئے ہیں اور اس سے فائدہ اٹھانے والے طلباء کی تعداد 50ہزار تک ہوگی اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ غریبوں کے لئے خادم اعلیٰ پنجاب کا تحفہ ہے۔پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے قیام سے 11لاکھ سے زیادہ بچے مفت تعلیم حاصل کررہے ہیں۔ دانش سکولوں کا قیام۔(شوروغل)

MR SPEAKER: Order please. Order in the House.

حاجی عمران ظفر:جناب سپیکر!یہاں پر دانش سکولوں پر بڑی تنقید کی جاتی ہے،ان کو کیا پتا ہے کہ دانش سکول کیا ہے؟دانش سکول وہ ہے جو غریب بچوں کے لئے ہے۔(نعرہائے تحسین)

جناب سپیکر!آج دانش سکولوں میں ان بچوں کو داخلہ مل رہا ہے جن کا کوئی والی وارث نہیں ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور قائد پاکستان میاں محمد نواز شریف کا وہvision ہے جسے انشاء اللہ آنے والی نسلیں تا قیامت یاد رکھیں گی۔

جناب سپیکر!الحمدللہ 70ہزار سے زیادہ اساتذہ کی میرٹ کی بنیاد پر تعیناتی،میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہماری حکومت کا ایک بہترین کارنامہ ہے۔اس سے پہلے کیا تھا،یہی اساتذہ کی بھرتیاں بیس بیس ہزار اور پچاس ہزار روپے میں بیچی جاتی تھیں آج کوئی بندہ پورے پنجاب میں یہ ثابت نہیں کرسکتا کہ کسی ایم پی اے،ایم این اے یا منسٹر کی سفارش پر کسی استاد کو تعیناتی دی گئی۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! الحمد للہ ایک لاکھ 25ہزار لیپ ٹاپ دیئے گئے ہیں، یہ غریبوں کے لئے خادم اعلیٰ پنجاب کا وہ تحفہ ہے جو غریب Students حاصل نہیں کر سکتے تھے۔آج الحمد للہ میرٹ کی بنیاد پر ایک لاکھ 25ہزار بچوں کو لیپ ٹاپ تقسیم کئے گئے اور انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ سال بھی ایک لاکھ 25ہزار بچوں کو لیپ ٹاپ دیئے جائیں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! الحمد للہ تعلیم کے ساتھ ساتھ ہماری حکومت نے صحت کی طرف بھی خصوصی توجہ دی ہے۔میں یہاں پر خادم اعلیٰ پنجاب اور ان کی پوری ٹیم کو مبارکباد اور خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ پچھلے سال ڈینگی وباء کے موقع پر جب ہمارے ملک میں ڈینگی کی آفت آئی اور ہماری حکومت کی طرف سے بروقت بہترین اقدامات کئے گئے۔

(مسلم لیگ(ق) کی معزز خواتین ممبران کی طرف سے مسلسل شور وغل)

جناب سپیکر: اگر آپ اس طرح کریں گے تو یہ مناسب نہیں ہوگا۔

حاجی عمران ظفر: جناب سپیکر! سری لنکن ماہرین کی رپورٹ کے مطابق اگر بروقت اقدامات نہ کئے جاتے تو یہ اموات جو 4 سے 450 ہوئی ہیں وہ 35ہزار تک جا پہنچتیں۔الحمد للہ dialysis کے لئے 30کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔میں اپنے بھائی وزیر خزانہ سے اپیل کروں گا کہ dialysis کے حوالے سے مزید پیسے رکھے جائیں کیونکہ ہمارے ملک میں بہت زیادہ dialysis کے مریض ہیں اور ان کے لئے مزید فنڈز رکھے جائیں۔(قطع کلامیاں)

MR SPEAKER: Please, no interruption.

حاجی عمران ظفر: جناب سپیکر! ہماری اپوزیشن کو آج کل خادم اعلیٰ فوبیہ ہو گیا ہے۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: Interrupt نہ کریں، ورنہ میں باہر پھینک دوں گا۔ I tell you.

حاجی عمران ظفر: جناب سپیکر! کل ہماری ایک اپوزیشن کی ممبر نے کہا کہ جب وزیر اعلیٰ پرویز الٰہی تھا تو اس نے یہ کام کئے، خادم اعلیٰ کو آئندہ الیکشن میں پتا لگ جائے گا۔[******](قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: جی، اس بات کو چھوڑیں۔ان الفاظ کو کارروائی سے حذف کیا جاتا ہے۔

حاجی عمران ظفر: جناب سپیکر! انہوں نے کیا خادم اعلیٰ کا مقابلہ کرنا ہے۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آپ مہربانی کر کے relevant ہو جائیں۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

حاجی عمران ظفر: جناب سپیکر! ان کو ہسپتال کے بچے یاد آتے ہیں، ان کو وہ بچے یاد نہیں آئے جب جامعہ حفصہ کے ہزاروں حافظ قرآن بچے اور بچیوں کا انہوں نے قتل کروایا، کیا وہ بھول گئے ہیں؟

MR SPEAKER: Order please, order in the House.

حاجی عمران ظفر: جناب سپیکر! جو بچے حافظ قرآن تھے جب ان کے ساتھ یہ کچھ کروایا تو ان کو اس وقت خیال نہیں آیا۔ میں آخر میں اپنے قائد کے نام ایک شعر عرض کروں گا کہ:

چل رہا ہے محمدؐ کی دہلیز پر دل کو طاق حرم کی ضرورت نہیں
میرے آقا کے ہیں مجھ پہ اتنے کرم اب کسی کے کرم کی ضرورت نہیں
بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! اب تو ٹائم کی پروا نہیں ہے۔۔۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! ہم نے ان کی لیڈر شپ کے بارے میں کچھ نہیں کہا۔۔۔

جناب سپیکر: آپ لوگ تشریف رکھیں۔ میں نے آپ کو پہلے بھی کہا ہے کہ اگر کوئی کسی قیادت کے بارے میں نازیبا الفاظ کہے گا تو ان کو کارروائی کا حصہ نہ بنایا جائے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! لیکن یہ کیوں ہماری قیادت کے بارے میں بول رہے ہیں، ان کو تمیز سکھائیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں، آپ کیا کرتی ہیں؟ آپ مہربانی کر کے تشریف رکھیں اور ایسے نہ چیخا کریں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! میری باری آنی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! میں نے آپ کا نام پکارا تھا، آپ آ کر دیکھ لیں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! کل میری باری آنی تھی لیکن کورم پوائنٹ آؤٹ ہو گیا تھا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! کورم بھی تو انہوں نے پوائنٹ آؤٹ کیا تھا۔۔۔(شور و غل)

جناب سپیکر: حضرت! آپ تشریف رکھیں، مجھے بات کرنے دیں۔ یہ بات مناسب نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! اگر ہمارے معزز ممبر اسمبلی کی بات نہیں سنیں گے تو ہم بھی ان کی بات نہیں سنیں گے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں، ایسے نہ کریں مجھے بات سننے دیں۔ آپ کی بڑی مہربانی، پارلیمانی سیکرٹری ہیں تو کچھ خیال کریں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! یہ ہمیں دھمکیاں دے رہے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، مجھے ان کی بات سننے دیں، آپ ایسے نہ چیخا کریں۔ آپ کو یہاں پر اس طرح بولنے کی کس نے اجازت دی ہے؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! پھر ان کو اس طرح بولنے کی کس نے اجازت دی ہے؟

جناب سپیکر: No.جی، محترمہ!

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! جب کورم پوائنٹ آؤٹ ہوا تو اس وقت میں نے سیکرٹری صاحب سے پوچھا تھا کہ میری باری آنے والی تھی اب آج کی لسٹ کا کیا ہوگا اور اس کو کس طرح سے کریں گے سیکرٹری صاحب نے مجھے کہا کہ ہم جمعہ کے بعد بھی اجلاس کریں گے۔ آپ اپنا نام دوبارہ بھجوادیں اور کل آپ کی باری آجائے گی۔

جناب سپیکر: چلیں! آپ آگئی ہیں۔ جی، سیدہ ماجدہ زیدی صاحبہ! سات منٹ سے ایک سیکنڈ اوپر نہیں جائے گا۔.This I tell you

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! جب ہماری باری آتی ہے تو time fix ہو جاتا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ خاموشی اختیار کریں۔ آپ مجھے مجبور نہ کریں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! شکریہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سب سے پہلے میں میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کو اس temporary ministry پر مبارکباد پیش کرتی ہوں جو کچھ دنوں کے لئے یعنی بجٹ پڑھنے کے لئے ان کو یہ وزارت دی گئی اور انہوں نے اپنے فرض کو بخوبی نبھایا۔ آج ہم اپنے اس tenure کے پانچویں بجٹ پر بات کر رہے ہیں گزشتہ چار سالوں میں ہم اپنی تقریروں میں کچھ ایسے واقعات کی نشاندہی بھی کرتے رہے ہیں جو بڑے سنگین صورت میں ہمارے سامنے آئے۔ ہم پہلے بھی ہیلتھ اور ایجوکیشن پر بات کرتے رہے ہیں لیکن پنجاب حکومت نے کبھی بھی اس کو serious نہیں لیا، اب یہ امید بھی کروں گی کہ اس پانچویں سال میں اپنی اس seriousness کا ثبوت دیں گے۔

جناب سپیکر: انشاء اللہ اچھے کی امید رکھیں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! بالکل! اچھے کی امید سے ہی آج ہم دوبارہ چیخ چیخ کر اپنی باری لے کر کھڑے ہوئے ہیں۔ یہاں پر بچت کا بڑا ڈھنڈورا پیٹا جا رہا ہے اور یہ دعویٰ بھی کیا جا رہا ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب اور ان کی کابینہ نے بجٹ میں جو رقم مختص کی تھی اس سے 20 فیصد کم خرچ کیا ہے۔ جہاں تک بجٹ کے documents کا تعلق ہے وہ تو یہ کہہ رہے ہیں کہ 25 فیصد زیادہ خرچ کئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ اس کی نشاندہی کریں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب والا! میں اس کی نشاندہی کر دوں گی، میں یہاں پر یہ بتا رہی ہوں کہ وزیر خزانہ صاحب اس کو نوٹ کریں کہ 25 فیصد زیادہ خرچ ہوا ہے۔ اسی طرح پنجاب کی افسر شاہی کے لئے بجٹ میں مختص رقم 33- ارب 24 کروڑ 34 لاکھ 18 ہزار روپے تھی لیکن انہوں نے مختص کردہ رقم سے زیادہ خرچ کی ہے اور معلوم نہیں یہ کس کو بے وقوف بنا رہے ہیں کہ ہم کم رقم خرچ کر رہے ہیں اور بچت کی دہائی دے رہے ہیں؟ 12-2011 کے بجٹ میں افسر شاہی کے لئے 434- ارب 74 کروڑ 58 لاکھ 18 ہزار روپے مختص کئے گئے تھے جبکہ انہوں نے 467- ارب 99 کروڑ 32 لاکھ 36 ہزار روپے خرچ کئے ہیں۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے جب اس صوبے کا چارج لیا تھا تو اس وقت یہ surplus تھا اور اس وقت یہ overdraft پر چل رہا ہے۔ میں آپ کو اس کا ایک ثبوت یہ دے رہی ہوں کہ 9 تاریخ کو ہم نے بجٹ پیش کیا اور 8- جون کو 15- ارب روپے کا overdraft لے لیا۔

جناب سپیکر! اس کے بعد میں ایجوکیشن کے متعلق بات کروں گی۔ ہمارے پاس اس وقت 62 ہزار سرکاری سکول ہیں، ان کے جو حالات ہیں وہ ہم بھی جانتے ہیں آپ بھی جانتے ہیں اور بچے سب سے زیادہ جانتے ہیں جو ان 62 ہزار سکولوں میں تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ ان سکولوں کی بعض جگہوں پر چھتیں تک نہیں ہیں، کئی سکول ایسے بھی ہیں جہاں بھینسیں بندھی ہوئی ہیں، کہیں فرنیچر نہیں ہے، کہیں پنکھے نہیں ہیں اور تو اور پینے کا صاف پانی تک نہیں ہے۔ UNICEF کی ایک رپورٹ میں یہ کہا گیا ہے کہ پنجاب کے 62 ہزار سکول ہیں لیکن وہاں پر بچے جو پانی پیتے ہیں وہ مضر صحت ہے۔ اگر ان بچوں کا ٹیسٹ کروایا جائے تو ہر تیسرے بچے کو Hepatitis ہو گا۔ یہاں پر میں یہ بھی بتانا چاہوں گی کہ وزیر اعلیٰ پنجاب جو دانش سکول بنا رہے ہیں، تعلیم پر زبانی کلامی بڑی توجہ دے رہے ہیں، ان کے اپنے ہی ایریا میں جو ان کا پسندیدہ اور آبائی علاقہ ہے وہاں پر ایک سرکاری سکول کی کلاسیں قبرستان میں ہوتی ہیں۔ وہاں پر جب کوئی جنازہ آتا ہے تو سکول کو بند کرنا پڑتا ہے۔ ابھی تھوڑے دنوں کی بات ہے کہ میڈیا پر یعنی

ایکسپریس چینل پر اس کی ایک ویڈیو چلائی جا رہی تھی اس لئے میں یہ مطالبہ کروں گی کہ سب سے پہلے ہمیں سرکاری سکولوں کی حالت کو بہتر کرنا چاہئے۔اگر ہم غریب عوام کے لئے کوئی درد دل رکھتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ غریب کے بچے بھی تعلیم حاصل کریں تو ہمیں ان سکولوں کی حالت کو بہتر بنانا چاہئے۔ ایٹمی سائنس دان ڈاکٹر قدیر اور بہت سے ایسے بڑے نام جنہوں نے ٹاٹوں کے سکولوں سے پڑھ کر دنیا میں بڑا نام پیدا کیا ہے، یہ ضروری نہیں کہ دانش سکولوں اور ایچیسن کے بچے ہی اوپر جائیں۔اس کے بعد میں سپیشل ایجوکیشن کے متعلق عرض کرنا چاہوں گی کہ چودھری پرویز الٰہی کے دور میں 112 نئے ایجوکیشن سنٹر بنائے گئے جبکہ اس سے پہلے پورے صوبے میں صرف 22 ایجوکیشن سنٹر کام کر رہے تھے۔اسی طرح 2009 میں اسی House میں ایک قرارداد منظور کی گئی جس میں یہ کہا گیا کہ district level پر Slow Learner Clubs بنائے جائیں گے۔میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ ان قراردادوں کی کیا اہمیت ہے جو یہاں پر منظور ہوتی ہیں۔ان چار سالوں میں بلکہ اس پانچویں بجٹ میں بھی ان slow learner بچوں کے لئے فنڈز نہیں رکھے گئے۔اس ادارے کا نام تک نہیں ہے جس کی قرارداد کو ہم یہاں منظور کر چکے ہیں آخر اس کی کیا وجہ ہے؟میں یہ بات بھی یہاں کرنا چاہوں گی کہ ہم جو دانش سکول بنا رہے ہیں، کہتے ہیں کہ یہ غریب کے بچوں کے لئے ہیں، ایک ارب روپے کے سکول میں اگر غریبوں کے بچوں نے ہی تعلیم حاصل کرنی ہے تو اس سکول کے باہر ایک ہزار گاڑیوں کی پارکنگ کیوں بنائی جا رہی ہے اور وہ پارکنگ بھی ایسی بنا رہے ہیں جو کسی فائیو سٹار ہوٹل میں بھی نہیں ہوتی بلکہ یہ ایک furnished parking ہے۔آخر اس کی کیا وجہ ہے جب غریب کے بچے نے وہاں پر آنا ہے تو ایک ہزار گاڑیاں کہاں سے آئیں گی؟ہیلتھ کے بارے میں تین افسوسناک واقعات پر بات کرنا چاہوں گی کہ۔۔۔

جناب سپیکر:کیا کہا آپ نے؟

سیدہ ماجدہ زیدی:جناب والا!حال ہی میں ہیلتھ کے معاملے میں جو تین افسوسناک واقعات رونما ہوئے ہیں ڈینگی، پی آئی سی کی جعلی ادویات اور حال ہی میں سروسز ہسپتال کی نرسری میں جو آگ لگی تھی اس پر بات کرنا چاہوں گی۔سب سے پہلے سروسز ہسپتال کی نرسری میں جو آگ لگی تھی اس کے متعلق عرض کروں گی۔وہاں پر اس بات کی نشاندہی ہو چکی تھی کہ sparking ہو رہی ہے اور بجلی کے متعلق حالات ٹھیک نہیں ہیں، اس کی smell آ رہی تھی پھر آخر کیا وجہ ہے کہ اس کا کوئی نوٹس نہیں لیا گیا اور اس نرسری کو جلنے کے لئے چھوڑ دیا گیا؟اس کے بعد میں یہاں پر ڈینگی کے متعلق بات کروں گی جس

میں ہزاروں جانیں چلی گئیں، پی آئی سی میں جعلی ادویات کی وجہ سے بے موت مارے گئے۔ میں تو سمجھتی ہوں کہ اس معاملے میں وزیر اعلیٰ کی بڑی نااہلی ہے اگر وہ کوئی competent وزیر صحت بنا دیتے تو شاید یہ واقعات رونما نہ ہوتے اور کسی کی ذمہ داری جب کوئی اور اٹھائے گا تو وہ پوری نہیں کر سکے گا اگر اس محکمے کا وزیر ہوتا تو دیکھتا کہ مجھے اپنے محکمے کے لئے کیا کرنا چاہئے۔ پچھلے سال ہیلتھ کا بجٹ 37 فیصد کم خرچ ہوا ہے، اگر وہ 37 فیصد بجٹ ہم ہسپتالوں کی وائرنگ ٹھیک کروانے پر ہی لگا دیتے تو آج ہمارے یہ معصوم بچے جل کر نہ مرتے۔ جعلی ادویات کے سلسلے میں پی آئی سی کی طرف سے وفات پانے والوں کے لواحقین کو پانچ لاکھ روپے ادا کرنے کے جو اعلانات کئے گئے تھے، میں اس سلسلے میں مطالبہ کروں گی کہ جو چیک bounce ہوئے ہیں اور وہ لوگ مارے مارے پھر رہے ہیں ان کو رقم ادا کی جائے۔

جناب سپیکر! اس کے بعد میں یہ عرض کروں گی کہ وزیر اعلیٰ پنجاب اپنے آپ کو خادم اعلیٰ کہتے ہیں، میں سمجھتی ہوں کہ پچھلے چار سالہ دور میں جتنی ناگہانی اموات ان کی negligence کی وجہ سے ہوئی ہیں اس پر تو ہم یہ کہیں گے کہ یہ خادم اعلیٰ نہیں آدم کش وزیر اعلیٰ ہیں۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! میں چند گزارشات کرنا چاہتی ہوں کہ خواتین کے متعلق لکھا ہے کہ دس کروڑ روپے کی لاگت سے ان کے لئے ہم بسیں چلائیں گے۔ چار سالوں سے ہم یہ اعلانات سن رہے ہیں کہ پچیس کروڑ روپے کی لاگت سے ایک ہاسٹل بنائیں گے لیکن ہم یہ سب کچھ خواتین کے لئے کبھی بھی نہیں کر سکے۔ میں یہ کہوں گی کہ خواتین کے لئے جو کام مفت ہوتے ہیں وہ تو کر دیں۔ ایک وومن منسٹر تو بنا دیں جو خواتین کے مسائل حکومت کو صحیح طرح سے پہنچا سکے۔

جناب سپیکر: آپ کی بات سن لی گئی ہے، اب آپ تشریف رکھیں۔ بڑی مہربانی

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب والا! وہ منسٹر بھی آپ کی پارٹی سے بننی ہے ہم میں سے تو کسی نے نہیں بننا۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب والا! دو تین دفعہ ایک پارٹی کے لیڈر کا نام آیا ہے کہ ان کے vision کو ہم نے بڑھاتے ہوئے یہ کام کر دیا، وہ کام کر دیا اور پنجاب حکومت کے اتنے پیسے خرچ کر دیئے۔ میں سمجھتی ہوں جو شخص اسمبلی کا ممبر بھی نہ ہو اور جس کی اپنی کوئی ایسی حیثیت بھی نہ ہو اور وہ ایک پارٹی کا سربراہ ہو

اس کے لئے سرکاری خزانے سے اس کے vision پر پیسے کیوں خرچ ہوں؟ اس کے ساتھ ہی میں اپنی بات کو ختم کرتی ہوں۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ آپ کی مہربانی۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میری چھوٹی سی گزارش ہے۔

جناب سپیکر: جناب! میں نے آپ کا نام تین دفعہ پکارا ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: جی، شکریہ

جناب سپیکر: آپ تشریف فرما نہیں تھے۔ اس کے بعد اپنے پارلیمانی لیڈر سے پوچھیں کہ انہوں نے مجھے کیا کہا تھا اور میرے ساتھ کیا commitment کر کے آئے ہیں؟ انہوں نے کہا ہے کہ جو صاحب حاضر نہ ہوں ان کو موقع نہ دیا جائے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا! بالکل۔

جناب سپیکر: آپ میری بات سنیں۔

سید ناظم حسین شاہ: جی، فرمائیں!

جناب سپیکر: آپ کا استحقاق بہت زیادہ ہے اور اس میں کوئی شک کی بات بھی نہیں ہے لیکن میں اپنے کئے ہوئے وعدے کو کس طرح سے نظر انداز کروں؟

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! آپ مجھے بات تو کرنے دیں۔

جناب سپیکر: آپ پہلے میری بات سن لیں۔ بحیثیت ایک پرانے پارلیمنٹیرین کے۔۔۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا! میں آپ کے فیصلے سے متفق ہوں اور میں اس پر کوئی مطالبہ بھی نہیں کرنا چاہتا۔

جناب سپیکر: مجھے بھی شرم آ رہی ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا! اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ آپ ویسے بھی راج کمار ہیں میرا مطلب ہے کہ راناصاحب ہیں، راجپوت ہیں آپ کے شاہی فرمان ہیں جو ہمیں قابل قبول ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، شاہی فرمان نہیں ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! ہمارے فنانس منسٹر صاحب بڑے graceful minister ہیں میں ان کی دل سے قدر کرتا ہوں، یہ بڑی روایات کے قائل ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! ایک منٹ میری بات سن لیں۔ میں معزز House سے گزارش کروں گا کہ۔۔۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میں تقریر نہیں کرنا چاہتا۔ میں اپنے فنانس منسٹر کا دل سے احترام کرتا ہوں مگر میں کس کے سامنے تقریر کروں؟ جو بے اختیار فنانس منسٹر ہیں ایک دن پہلے بنے ہیں جنہوں نے بجٹ ہی نہیں بنایا اس لئے یہ تو بھینس کے آگے بین بجانے والی بات ہے۔ تو میں کیا بات کروں؟ بہت شکریہ

جناب سپیکر: شاہ صاحب! چلیں آپ کی مرضی۔ محترمہ صغیرہ اسلام!

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! پنجاب حکومت نے اپنا پانچواں شہباز بجٹ پیش کیا ہے، میں daily wages پر آئے ہوئے وزیر خزانہ کو مبارکباد اس لئے نہیں دوں گی کہ یہ بجٹ انہوں نے خود نہیں لکھا بلکہ انہوں نے صرف پڑھا ہے اور پڑھنے سے غریبوں کی تکلیف کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔ یہ بجٹ پہلے کی طرح اعداد و شمار کا ہیر پھیر ہے یہ بوگس، کرپشن اور لوٹ مار کو چھپانے کی ایک ایسی دستاویز ہے جس کو بیان نہیں کیا جا سکتا، چاہئے تو یہ تھا کہ پنجاب حکومت اپنی کسی کارکردگی کا ذکر کرتی لیکن مجھے ایسے لگا کہ یہ سوئے ہوئے ہڑبڑا کر اٹھتے ہیں اور ان کے دماغ پر ایک ہی بات سوار ہے وفاق وفاق وفاق، کہتے ہیں بڑے میاں تو بڑے میاں چھوٹے میاں بھی سبحان اللہ۔ یہ سڑکوں پر گریبان پھاڑ کر نعرہ لگاتے ہوئے اور اپنے وطن عزیز کی املاک برباد کرتے ہوئے کس محب وطنی کا مظاہرہ کر رہے ہیں؟ مجھے دکھ اس بات پر ہے کہ بجائے اس کے کہ یہ جس صوبے کے وزیر اعلیٰ ہیں اس صوبے کی تو کوئی بہتری کرتے۔ ان پر تو وفاق کا بھوت سوار ہے اس کے علاوہ اور کچھ نہیں، یہ ہوس اقتدار میں اس قدر بوکھلا گئے ہیں کہ ان کو سمجھ ہی نہیں آ رہی کہ یہ کیا کریں۔ آئے دن مال روڈ پر جو ریلیاں ان کے خلاف نکلتی ہیں، کبھی مزدوروں نے ہڑتال کی ہوتی ہے، کبھی ٹیچرز نے کی ہوتی ہے کبھی نرسوں نے کی ہوتی ہے اور کبھی ڈیلی ویجز سٹاف نے کی ہوتی ہے یہ ان کو تو روکیں۔ یہ کس بات کے لئے ہر روز ہڑتالیں کرتے ہیں، چیزیں توڑتے ہیں اور املاک کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ بجٹ تقریر میں مجھے ایک شعر پسند آیا۔

جس عہد میں لٹ جائے فقیروں کی کمائی
اس عہد کے سلطان سے کچھ بھول ہوئی ہے

واقعی بہت خوبصورت شعر ہے ایک بھول نہیں بلکہ یہاں تو خادم اعلیٰ نے بھول پر بھول کی ہے ان کی ایک بھول ہو تو اس کا تذکرہ کیا جائے۔ ان کی سب سے پہلی بھول فوڈ سٹیمپ سکیم تھی جو انہوں نے اقتدار میں آتے ہی شروع کی اور انہوں نے غریبوں کا اربوں روپیہ اپنوں کو بانٹنے کے لئے کیا، ایک ایک گھر میں پچاس پچاس فارم دیئے گئے اور اس طرح یہ سکیم ناکام ہوئی۔ اس کے بعد سستی روٹی کے نام پر اپنوں کی جیبیں بھرنے کے لئے اربوں روپے تنوروں میں جھونک دیئے گئے۔ ان کی تیسری بھول گرین ٹریکٹر سکیم تھی اور جب ہمیشہ کی طرح صاف و شفاف قرعہ اندازی میں چیف سیکرٹری کے دو ٹریکٹر نکلے اور منظر عام پر آئے تو اسے بند کرنا پڑا۔ اب میں ییلو کیب کے حوالے سے بات کروں گی کہ ایک تجربہ ایک دفعہ کافی ہوتا ہے لیکن انہوں نے بار بار تجربے کئے۔ میں کہتی ہوں کہ محمد شاہ تغلق تاریخ کا سب سے ناکام بادشاہ تھا۔ وہ راتوں رات منصوبے بناتا تھا اور دن کو ان پر عمل کرتا تھا اور اس کے منصوبے ناکام ہو جاتے تھے۔ تاریخ میں شہباز شریف کا نام محمد شاہ تغلق کے نام سے ہمیشہ یاد رکھا جائے گا جس کے ناکام منصوبے ان کی پارٹی کو ہی نہیں بلکہ پورے پنجاب کی انتظامیہ کو بھی لے ڈوبے ہیں۔ اس ییلو کیب سکیم نے پہلے بنکوں کو دیوالیہ کیا اور اب پھر اپنوں کو نوازنے کے لئے اسی سکیم کو شروع کر دیا گیا ہے۔ روزگار دینے کا یہ کون سا ذریعہ ہے؟ پورے لاہور میں آپ کو کہیں بھی ییلو کیب ٹیکسی نظر نہیں آ رہی بلکہ وہ ساری لوگوں کے گیراجوں میں کھڑی ہیں۔ پھر آشیانہ ہاؤسنگ سکیم کی بھول ہوئی۔ اگر کسی غریب کے پاس لاکھوں روپیہ ہو تو اس کو آشیانہ ہاؤسنگ سکیم میں جانے کی کیا ضرورت ہے؟ یہ بھی اپنوں کو نوازنے کا ایک طریقہ تھا ویسے میری درخواست ہے کہ آشیانہ ہاؤسنگ سکیم میں سے ایک فلیٹ حمزہ شہباز شریف کو بھی دیا جائے کیونکہ وہ بھی اس کے بہت مستحق ہیں۔

جناب سپیکر! اب میں دانش سکول کے حوالے سے عرض کروں گی کہ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ کیا پنجاب کے تمام سکولوں کو چھتیں مہیا ہو گئیں، کیا ان کی چار دیواریاں بن گئیں، ان کو پینے کا صاف پانی مہیا ہو گیا، ان میں فرنیچر آ گیا، ان میں اساتذہ کی کمی پوری کر دی گئی؟ اگر وہ تمام کچھ ہو گیا ہے تو پھر دانش سکولوں کی ضرورت تھی۔ مجھے بتائیں کہ چشتیاں میں ایکڑوں پر محیط دانش سکول میں کون سے غریب کا بچہ پڑھے گا اور کون ہے جو میلوں کا سفر کر کے اس سکول کی بلڈنگ تک پہنچے گا؟ یہ لوٹ مار کرنے کا ایک ایسا ذریعہ ہے جس کی مثال نہیں دی جا سکتی۔ میں یہاں پر اس سکول کا ذکر کرنا چاہتی ہوں جو ہمیشہ

ٹیلی ویژن پر بھی آتا رہا ہے، گوجرانوالہ کے پہلوان خرم دستگیر جو ہمیشہ بڑھکیں مارتے ہوئے نظر آتے ہیں کاش کبھی انہیں گوجرانوالہ میں قبرستان پر بچیوں کا سکول بھی نظر آتا۔ دکھ کی بات ہے کہ معصوم بچیوں کا سکول قبرستان کے اندر رہے جس کا notice چیف جسٹس نے خود لیا اور ان کو اس بات پر شرم آنی چاہئے۔ یہ بڑے فخر سے کہتے ہیں کہ ہم نے ایک لاکھ پچیس ہزار لیپ ٹاپ تقسیم کئے۔ کہاں تقسیم کئے، کیا وزیر اعلیٰ نارووال کے علاقے میں گئے تھے، کیا وزیر اعلیٰ نے بہاولپور میں جا کر تقسیم کئے تھے، کیا انہوں نے چشتیاں میں تقسیم کئے تھے، کیا انہوں نے سیالکوٹ میں تقسیم کئے تھے اور کیا تمام غریب اور ذہین طالب علم صرف لاہور میں ہی ہیں؟ اگر انہیں نوجوانوں سے اتنی ہی محبت امڈ آئی تھی تو ان علاقوں میں جا کر لیپ ٹاپ تقسیم کریں تاکہ پتا چلے کہ انہیں غریبوں اور نوجوانوں سے کتنی محبت ہے۔ پچھلے دنوں وزیر اعلیٰ کو معیاری ٹرانسپورٹ کا بہت شوق آیا، انہوں نے کہا کہ ٹرانسپورٹ بڑی غیر معیاری اور کم ہے۔۔۔

جناب سپیکر: میڈم! پلیز ذرا ایک منٹ تشریف رکھیں۔ ہمارے مہمان مسٹر مہدی المتیع ڈین کنگ عبدالعزیز یونیورسٹی ربیٰ سعودی عریبیہ یہاں تشریف لائے ہیں ہم تمام ان کو یہاں پر welcome کرتے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جی، محترمہ! carry on

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! حکومت پنجاب خواتین کی ترقی کو بہت اہمیت دیتی ہے اس ضمن میں ترقیاتی بجٹ میں خواتین کی فلاح و بہبود کے لئے پیسے مختص کئے گئے ہیں، میری آپ اور فنانس منسٹر صاحب سے ایک استدعا ہے کہ ایک منسٹری خواتین کے نام پر بھی دی جائے تاکہ خواتین کو بھی یہ احساس ہو۔ جب ہم ان کے ساتھ تھے تو اس وقت بھی خواتین کی منسٹری کامران مائیکل کے پاس تھی ۔ کیا ان کے پاس کوئی پڑھی لکھی خاتون نہیں ہے کہ وہ منسٹر بن سکے؟ ان کی جگہ بھی آدمیوں کو ہی منسٹر بنایا جاتا ہے۔ میری استدعا ہے کہ ایک خاتون کو منسٹر بنایا جائے تاکہ خواتین اپنے مسائل بہتر طریقے سے ان کے پاس لے جا سکیں۔ انہوں نے خواتین کے لئے کیا کرنا ہے یہ تو صرف جھوٹ ہی جھوٹ بولتے ہیں۔ آپ بھی گواہ ہیں کہ پچھلے چار سالوں میں۔۔۔

جناب سپیکر: مہمان بھی بیٹھے ہوئے ہیں کچھ خیال کیجئے۔ مہربانی، آرڈر پلیز۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! آپ بھی گواہ ہیں کہ پچھلے چار سالوں میں خواتین کو کوئی ترقیاتی فنڈ نہیں دیا گیا اور جو لوگ خواتین کے معاملے میں اس حد تک چھوٹا ذہن رکھتے ہیں وہ عورتوں کو اپنے برابر کیسے برداشت کر سکتے ہیں؟

جناب سپیکر! میں عرض کروں گی کہ:

سُن تو سہی جہاں میں ہے تیرا افسانہ کیا
کہتی ہے خلقِ خدا تجھ کو غائبانہ کیا

سلطان راہی کا روپ دھارے اور ہر وقت ہاتھ میں کلہاڑا پکڑے ہوئے رانا ثناء اللہ کسی نہ کسی محاذ پر ڈٹے رہتے ہیں۔ وہ شاہ سے زیادہ شاہ کی وفاداری کا فرض نبھاتے ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! wind up کر لیں۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! عوام کو امن وامان مہیا کرنا حکومت کی بنیادی ذمہ داری ہے۔ صوبے میں ڈکیتی کی وارداتوں میں تشویشناک حد تک اضافہ ہوا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ اس وقت پنجاب میں ڈاکو راج ہے۔ جیولری شاپس، نجی سرکاری ادارے، بنک اور فیکٹریوں سے نقدی لوٹنے، بنک ملازمین کو یرغمال بنانے اور بنکوں سے رقوم نکلواتے وقت کھاتہ داروں کو لوٹنے کے واقعات میں تیزی سے اضافہ ہوا ہے جس کی وجہ سے شہری عدم تحفظ کا شکار ہیں۔ پہلے رات کو ڈاکے پڑتے تھے لیکن اب دن کو ڈاکے پڑتے ہیں۔ میں اپنے ضلع شیخوپورہ کی پچھلے دس سال سے بات کر رہی ہوں کہ پنجاب کے زیادہ تر اشتہاری ضلع شیخوپورہ میں پناہ لئے ہوئے ہیں۔ وہاں پر ہر روز قتل ہو رہے ہیں اور ڈاکے پڑ رہے ہیں لیکن کبھی یہ اشتہاری پکڑے گئے اور نہ ہی ڈکیتی کی وارداتوں میں کوئی کمی واقع ہوئی ہے۔ میری درخواست ہوگی کہ جس طرح دوسرے اضلاع سے اشتہاریوں کو پکڑا جا رہا ہے اسی طرح ضلع شیخوپورہ سے بھی ان اشتہاری ملزمان کو گرفتار کیا جائے۔

جناب سپیکر! میں آخر میں بسوں کے حوالے سے بات کرنا چاہوں گی۔ چین کے ساتھ ایک معاہدہ ہوا جس کے تحت 325 کے قریب بسیں لاہور میں چل رہی ہیں۔ جب کوئی معاہدہ ہوتا ہے تو اس میں لکھا جاتا ہے کہ جو بسیں خریدی گئی ہیں آیا وہ اعلیٰ کوالٹی کی ہیں، low quality کی ہیں یا ویسے ہی پرانی بسوں کو پینٹ وغیرہ کر دیا گیا ہے۔ یہاں پر جو بسیں آئی ہیں وہ بالکل ہی third class ہیں۔ بس

نمبر B-51لاری اڈے سے چلتی ہے اور کاہنہ تک جاتی ہے ان کی حالت انتہائی خستہ ہے۔ جی،ان بسوں کو چیک کریں گے۔ اب آپ تشریف رکھیں۔ آپ کا بہت شکریہ مہربانی۔

رپورٹیں

(میعاد میں توسیع)

جناب سپیکر: جناب جاوید حسن گجر صاحب تحاریک استحقاق کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

تحاریک استحقاق بابت سال2008,2009,2010,2011اور2012کے بارے میں مجلس قائمہ برائے استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب جاوید حسن گجر: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"تحاریک استحقاق نمبر51 بابت سال2008، 31,50, 28, 23اور57 بابت سال2009، 5,10اور21 بابت سال2010، 2,9,13,16,23,24, 25, 28, 48,53,56,64,67,69,70,71,72,76اور77 بابت سال2011، 1, 3, 4, 7, 8, 10, 11,12اور15 بابت سال2012 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں تین ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"تحاریک استحقاق نمبر51 بابت سال2008، 31,50, 28, 23اور57 بابت سال2009، 5,10اور21 بابت سال2010، 2,9,13,16,23,24, 25, 28, 48,53,56,64,67,69,70,71,72,76اور77 بابت سال2011، 1, 3, 4, 7, 8, 10, 11,12اور15 بابت سال2012 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں تین ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی اور اب سوال یہ ہے کہ:

"تحاریک استحقاق نمبر 51 بابت سال 2008، 31,50, 28, 23 اور 57 بابت سال 2009، 5,10 اور 21 بابت سال 2010، 2,9,13,16,23,24, 25, 28, 48,53,56,64,67,69,70,71,72,76 اور 77 بابت سال 2011، 1, 3, 4, 7, 8, 10, 11,12 اور 15 بابت سال 2012 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں تین ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر: شیخ علاؤالدین صاحب مجلس خصوصی نمبر 13 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

مسودہ قانون امتناع نجی قرض دہی پنجاب مصدرہ 2007 کے بارے میں قائم کی گئی سابقہ خصوصی کمیٹی کی سفارشات پر عملدرآمد میں پیشرفت کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر 13 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

Progress of implementation of the recommendations of previous Special Committee regarding "Private Money Lending Act, 2007."

کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر 13 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

Progress of implementation of the recommendations of previous Special Committee regarding "Private Money Lending Act, 2007."

کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر 13 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔

یہ تحریک پیش کی گئی اور اب سوال یہ ہے کہ:

Progress of implementation of the recommendations of previous Special Committee regarding "Private Money Lending Act, 2007."

کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر 13 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

سالانہ بجٹ برائے سال 2012-13 پر عام بحث

(---جاری)

جناب سپیکر: اب میں محترمہ راحیلہ خادم حسین کو دعوت خطاب دیتا ہوں۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کی تہہ دل سے شکر گزار ہوں کہ آج مجھے اپنی مسلم لیگ (ن) کی حکومت کے پانچویں سالانہ بجٹ 2012-13 پر اپنے خیالات کے اظہار کا موقع دیا گیا۔

(اس مرحلہ پر جناب چیئرمین (ڈاکٹر اسد اشرف) کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئرمین: جی، محترمہ! اپنی بات جاری رکھیں۔

جناب چیئرمین! میں میاں محمد شہباز شریف، وزیر خزانہ اور ان کی پوری ٹیم کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں کہ جنہوں نے پنجاب میں ایک مثالی بجٹ پیش کیا ہے۔ آج قوم مایوسی میں بتلا ہے جبکہ وفاقی حکومت بے تحاشا کرپشن میں بتلا ہے۔ عدلیہ کے فیصلوں کا سرعام مذاق اُڑایا جا رہا ہے۔ چاہئے تو یہ تھا کہ وفاقی حکومت اس بے تحاشا لوڈ شیڈنگ پر عوام سے معافی مانگتی، اپنی ناکامیوں کا اعتراف کرتی اور سوئس بنکوں میں پڑی دولت کو واپس لاتی مگر اس کے برعکس وفاقی حکومت ڈھٹائی کے ساتھ اداروں کو تباہ کر رہی ہے اور دھڑا دھڑ نوٹ چھاپ رہی ہے۔ اس وقت inflation کا یہ حال ہے کہ مہنگائی اس قوم کے سر پر ناچ رہی ہے جبکہ اسلام آباد میں بیٹھا نیرو بانسری بجا رہا ہے۔ روم کی طرح آج ہمارا ملک، صوبے، گلی محلے، صنعتیں اور کارخانے سب بند پڑے ہیں اور پوری قوم اس عذاب میں بتلا ہے۔ مجھے

یہاں پر یہ بات بڑے افسوس کے ساتھ کرنی پڑ رہی ہے کہ اپنی ناکامیوں کا اعتراف کرنے کی بجائے یہ بڑی ڈھٹائی کے ساتھ اور سینہ چوڑا کر کے کہتے ہیں کہ ہم تو عوام اور جمہوریت کی بات کر رہے ہیں۔آج مزدور دو وقت کی روٹی کے لئے اپنے بچوں کو سڑکوں پر لا کر بیچنے پر مجبور ہو گیا ہے اور ان کی شاہ خرچیاں عروج پر چلی جا رہی ہیں۔

رسم چلی ہے چارہ گروں کی اس محفل میں
لگا کر زخم نمک سے مساج کرتے ہیں
غریب ترستا ہے اِک نوالے کے لئے
امیر ملک کے کتّے بھی راج کرتے ہیں

جناب چیئرمین!اگر بجلی نہیں آئے گی، گیس نہیں ہو گی اور پانی نہیں ملے گا تو پھر یہ ملک کیسے چلے گا؟ یہ صنعتیں، کارخانے اور کاروبارِ زندگی کیسے چلے گا اور یہ پاکستان ترقی کی راہ پر کیسے گامزن ہو گا؟ مجھے نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ جب ہم 18۔فروری کو مل کر آئے تھے تو اس ایوان کو یہ خوشخبری دی گئی تھی کہ ہم جمہوریت کے ساتھ آپ کے مسائل کا حل لے کر آ رہے ہیں۔آج یہ عالم ہے کہ وفاقی حکومت نے سرعام ان باتوں کا مذاق بنایا ہوا ہے اور یہ سب کچھ عوام دیکھ رہی ہے۔ایسے حالات میں ہمارے قائد میاں محمد شہباز شریف، خادم اعلیٰ پنجاب نے صوبے کے عوام کے دکھوں اور تکالیف کو دیکھتے ہوئے عوام دوست بجٹ پیش کیا ہے۔آج پورا ملک energy crisis میں مبتلا ہے، ہر مزدور اور غریب کو دو وقت کی روٹی کے لالے پڑے ہوئے ہیں۔آج مڈل کلاس بھی اس عذاب میں مبتلا ہو گئی ہے تو ایسے میں بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام دینا ہماری سمجھ سے بالاتر ہے کیونکہ پاکستان کوئی welfare State نہیں ہے یہاں پر رہنے والے ہر آدمی کو کام کرنا پڑتا ہے۔پہلے خاندان کا ایک آدمی کماتا اور پورا خاندان کھاتا تھا لیکن اب حالات ایسے ہو گئے ہیں کہ گھر کے ہر فرد کو کمانا پڑے گا۔بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام میں چند خاندانوں کو نوازنے کے لئے جو رقم دی گئی ہے کیا اس سے غربت ختم کر لیں گے ؟ کیا اس اربوں روپے کی رقم سے کارخانے اور کاروبار نہیں چلائے جا سکتے، کیا یہ پیسے انرجی سیکٹر میں دے کر صنعتیں نہیں چلائی جا سکتی تھیں، کیا وہ پاکستان کا اثاثہ نہیں بنتے، کیا وہاں پر روزگار نہ ملتا، کیا وہاں سے غربت ختم نہ ہوتی اور کیا وہ پاکستان کے assets میں شامل نہ ہوتا؟اگر ہم اپنی فضول خرچیوں کی بجائے قوم کی اصلاح کے لئے، قوم کا assets بنانے کے لئے اپنے ان غریب عوام کے ٹیکسوں سے بچے ہوئے پیسوں کو عمل میں لائیں تو میرا خیال ہے کہ پاکستان ترقی کر سکتا ہے لیکن اسے

اپنے سیاسی مفادات کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے جس پر ہمیں نہایت افسوس ہے۔ ایسے میں جب یہ حالات ہوں جو میں اپنے وزیر اعلیٰ کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں کہ جب پورا ملک لوڈ شیڈنگ میں مبتلا ہے اور یقیناً اُدھر سے واہ واہ کی باتیں آئیں گی، اُن کو یہ احساس نہیں ہے بلکہ مذاق بنایا جاتا ہے۔

جناب چیئرمین! ہماری حکومت نے اس سال بھی انرجی کرائسز کو ختم کرنے اور پنجاب کے عوام کو ریلیف دینے کے لئے 10۔ارب روپیہ کا بجٹ مختص کیا ہے۔ پنجاب کی انڈسٹریل اسٹیٹس میں چھ مقامات پر بلا تعطل 50/50 میگاواٹ کے منصوبوں کے لئے ایک جامع پروگرام مرتب کیا گیا۔ اسی طرح پرائیویٹ سیکٹر کو بھی پاور پلانٹ لگانے کے لئے incentive package دیا جا رہا ہے۔

جناب چیئرمین! میں یہاں پر خصوصی طور پر ایک بات کا ذکر کرنا چاہوں گی۔ ہماری نوجوان نسل جو پاکستان کی معمار ہے، پڑھے لکھے نوجوان جن کو روزگار میسر نہیں، سوسائٹی میں frustration پھیلی ہوئی ہے اور یہی frustration crimes کو بڑھانے کی وجہ بنتی ہے۔ پنجاب حکومت نے ان حالات میں بلا سود فی کس 50ہزار روپیہ قرضے دینے کا جو سلسلہ شروع کیا ہے اس سے تقریباً 35ہزار خاندانوں نے استفادہ کیا اور انشاء اللہ آنے والے مالی سال میں تقریباً ڈیڑھ لاکھ ہنر مند لوگ اس سے فائدہ اُٹھائیں گے۔ وہ ہنر بھی حاصل کریں گے، اُن کے گھرانے بھی پلیں گے اور بے روزگاری میں بھی کمی آئے گی۔ اس مقصد کے لئے حکومت نے 3۔ارب روپے کی رقم مختص کی ہے جو کہ بڑی خوش آئند بات ہے۔ پنجاب حکومت نے بے روزگاری کے مسئلہ کو حل کرنے کے لئے پیلو کیب سکیم متعارف کروائی ہے اور اس سکیم سے تقریباً 20ہزار گاڑیاں تقسیم کی جائیں گی جس سے قرعہ اندازی شفاف اور کمپیوٹرائزڈ طریقہ سے کی جائے گی۔ یہ بے روزگاری ختم کرنے کا ایک طریقہ ہی نہیں بلکہ پڑھے لکھے نوجوان طبقہ کو اُس frustration سے باہر نکالنے کا بھی ایک طریقہ ہے۔ ہم ایک فلاحی مملکت تو نہیں لیکن ہمیں یہ چھوٹے چھوٹے اقدامات کر کے اپنی سوسائٹی کو واپس اُسی ٹریک پر لے کر جانا ہو گا جو ہماری ترقی کی طرف جاتا ہے۔ ہم ایسے چھوٹے چھوٹے منصوبوں پر کام کرتے رہیں گے خواہ وہ کسی کو پسند ہوں یا نہ ہوں۔ ہم پنجاب نہیں، پاکستان کی ترقی کی بھی بات کرتے ہیں۔ ہم دوسرے صوبوں کو بھی یہ کہتے ہیں کہ وہ ایسے چھوٹے چھوٹے منصوبے لائیں جو ہمارے معاشرے کی frustration کو دور کر سکیں۔

جناب چیئرمین! دہشت گردی کی لہر نے جس طرح پورے ملک کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے وہیں پر کھیلوں کی سرگرمیوں پر منفی اثرات بھی مرتب ہوئے۔ ایسے میں پنجاب حکومت کا ایک اہم کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے یوتھ سپورٹس فیسٹیول کا انعقاد کیا تاکہ ہم ملک میں دوبارہ کھیلوں کو فروغ

دے سکیں جس کے لئے پنجاب حکومت نے 50 کروڑ روپیہ کی رقم مختص کی ہے۔ یہ بڑی خوش آئند بات ہے جس کی وجہ سے نہ صرف پاکستان کا امیج بہتر ہو گا بلکہ ہم اپنی نوجوان نسل کو مواقع فراہم کر سکیں گے کہ وہ آگے بڑھیں اور پاکستان کا نام روشن کریں۔

جناب چیئرمین! چونکہ میرا ٹائم ختم ہو رہا ہے تو میں آخر میں خواتین کے حوالے سے ایک بات کرنا چاہوں گی کہ پاکستان کی تاریخ میں پہلی بار یہ کیا جا رہا ہے کہ خواتین کو حقوق حاصل کرنے میں آسانی ہو اور یہ پاکستان کی تمام عورتوں کے لئے خوشخبری کی بات ہے۔ جب ہم دوسرے ممالک میں جائیں تو بڑے عجیب طریقہ سے ہمارا امیج پیش کیا جاتا ہے جب ہمارا مذہب اور ہمارا ملک ہمیں اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ خواتین کو حقوق ملنے چاہیئں۔ ایسے میں پنجاب حکومت کے مزید اقدامات ہمارے امیج کو بہتر کرنے میں مددگار ثابت ہوں گے۔ خواتین کے لئے علیحدہ بسوں کا چلانا بہت خوش آئند بات ہے۔ میں خواتین کو خوشخبری دیتی ہوں کہ آپ کی پنجاب حکومت جہاں آپ کی چادر اور چار دیواری کے تقدس کی بات کرتی ہے وہیں آپ کے حقوق کی بھی بات کرتی ہے۔ یہ بجٹ جہاں بہت ساری خوبیوں کا آئینہ دار ہے وہاں اس میں خواتین کے لئے اس میں بہت سی خوشخبریاں ہیں۔

جناب چیئرمین! میں آخر میں جناب وزیر خزانہ کو یہ تجویز دینا چاہوں گی کہ جہاں سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں 20 فیصد اضافہ کیا گیا ہے میں سمجھتی ہوں کہ جس قدر مہنگائی کا طوفان برپا ہے ایسے میں تنخواہوں میں اس اضافہ سے کو 20 فیصد سے بڑھا کر 25 سے 30 فیصد کر دیا جائے۔ ٹی بی کا مرض جو ایک دفعہ پھر شدت کے ساتھ ہمارے ملک پر حملہ آور ہے ایسے موقع پر جہاں ڈائیلسز پر اتنا کام ہو رہا ہے وہاں اس مرض کے لئے بھی کچھ اقدامات کئے جائیں۔ میرے قائد، میرے وزیر اعلیٰ اور میرے خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی efforts تعلیم کے لئے ہوں یا صحت کے لئے ہوں، خواتین کے حقوق کے لئے ہوں، کھیلوں کے فروغ کے لئے ہوں اُس کی مثال نہیں ملتی۔ آنے والا وقت اُن کے اقدامات کو سنہری حروف میں لکھے گا۔ آخر میں ایک شعر پڑھوں گی اور اجازت لوں گی:

کس میں ہمت ہے ہماری پرواز میں خلل ڈالے
ہم پروں سے نہیں حوصلوں سے اُڑا کرتے ہیں

جناب چیئرمین: جی، شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: جناب چیئرمین! میں سرائیکی شعر آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔

اعتبار نہ کر اہناں سوہنیا تے
اَج کجھ ہوندن کل کجھ ہوندن
موہنہ زور مزاج دے مالک ہِن
گھڑی کجھ ہوندن پل کجھ ہوندن

اہناں حُسن دی بھریاں بوتلاں دے
گل کجھ ہوندن تَل کجھ ہوندن
ہِن شاکر مثل کریہاں دی
پُھل کجھ ہوندن پَھل کجھ ہوندن

جناب چیئرمین! کریہنہ ایک درخت ہے جس کے پھول بہت خوبصورت ہوتے ہیں مگر اُس کا پھل بہت کڑوا ہوتا ہے۔

جناب چیئرمین: بہت شکریہ۔ بہت شکریہ۔ میاں محمد شفیق ارائیں!

میاں محمد شفیق ارائیں: جناب چیئرمین! میں سب سے پہلے آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے بجٹ پر بات کرنے کی اجازت دی۔ میں میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن صاحب کو وزیر خزانہ بننے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میں تنقید برائے تنقید کا قائل نہیں۔ میں سب سے پہلے جنوبی پنجاب کی بات کروں گا۔ یہ North/South کا ایک موازنہ کیا گیا ہے میں چاہوں گا کہ اس کی ایک کاپی وزیر خزانہ تک پہنچا دی جائے تاکہ وہ یہ دیکھ سکیں کہ انہوں نے South کے ساتھ کتنی محبت کی ہے۔ میں اس پر تھوڑا سا figures کے ساتھ بات کروں گا۔ 12-2011 میں ہمارا کل بجٹ 188 ملین روپیہ کا تھا اُس میں سے North کو 118 ملین روپیہ دیا گیا اور South کو 70 ملین روپیہ دیا گیا۔ اس کا per capita, North کو 1815 ملین روپیہ دیا گیا اور South کو 2331 ملین روپیہ دیا گیا۔ ابھی انہوں نے جو بجٹ مختص کیا ہے اس کے اندر 250 ملین روپے میں سے 170 ملین روپیہ North کو دیا گیا ہے اور 80 ملین روپیہ South کو دیا گیا ہے۔ اُس میں اگر آپ دیکھیں تو per capita, North کو 795 ملین روپیہ دیا گیا ہے اور South کو 333 ملین روپیہ دیا گیا ہے یہ لاہور والوں کی محبت کا اظہار ہے۔ یہ بار بار بات کرتے ہیں کہ ہم جنوبی پنجاب کی محرومیوں کو دور کرنے میں پیش پیش ہیں تو میرا خیال ہے کہ اس بجٹ کے facts and

figuresآپ کو بتائیں گے کہ یہ ہمارے ساتھ کتنی محبت کر رہے ہیں۔انہوں نے یہ سوچ لیا ہے اور یہاں سے خود ہی قرارداد بھی پاس کر دی ہے تو اب ہمیں Southوالوں کو تو کوئی اُمید نہیں لہذا اس کو یہاں سے کٹ لگا دیں اور Northوالوں کو راضی اور خوش کیا جائے۔

جناب سپیکر! اب میں energy crisis پر بات کروں گا گو کہ یہاں بہت سے لوگوں نے اس پر بات کی ہے۔اس بجٹ میں جو 9۔ارب روپیہ رکھا گیا ہے تو پھر جب آپ کہتے ہیں کہ وفاقی حکومت آپ سے تعاون نہیں کرتی، کوئیrate طے نہیں کرتی تو پھر اس سال یہ رقم آپ کس طرح خرچ کر لیں گے۔آپ کا پچھلا ریکارڈ بھی یہ ہے کہ آپ خرچ نہیں کر سکے اور یہ کہہ کر اپنا دفاع کیا ہے کیونکہ وفاقی حکومت نے کوئی tariff طے نہیں۔کیا اس لئے ہم بجلی پیدا نہیں کر سکے۔یہ مجھے بتائیں کہ اگلے سال 9۔ارب سے یہ کس tariffکے ذریعے بجلی پیدا کریں گے ؟ دوسری بات یہ ہے کہ ہم جانتے ہیں کہ یہاں پر بجلی کا کوئی بھی منصوبہ شروع ہو گا تو وہ آٹھ دس سال سے پہلے مکمل نہیں ہو سکتا۔اس کو مکمل کرنے میں وقت لگتا ہے۔ میاں محمد شہباز شریف صاحب کی ایک statementاخبارات میں چھپی تھی کہ جب ہماری حکومت آئے گی تو ہم تین سال کے عرصہ میں بجلی کی کمی دور کر دیں گے۔اب مجھے بتائیں کہ ان کے آنے کے بعد بھی قوم کو تین سال اور انتظار کرنا پڑے گا۔اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کے پاس بھی کوئی الہ دین کا چراغ نہیں ہے۔اس لئے قوم کو صحیح صورتحال بتانی چاہئے نہ کہ اس پر point scoring کی جائے۔ پنجاب کے ساتھ ایک اور energy crisis کے حوالے سے زیادتی ہو رہی ہے کہ 700 میگاواٹ سندھ کو زیادہ دی جا رہی ہے۔ میں یہاں یہ سوال پوچھتا ہوں کہ ہم نے Energy Crisis Conferenceمیں جو چیزیں طے کی تھیں کیا پنجاب نے اس پر عملدرآمد کیا؟ جبکہ باقی تین صوبوں نے اس پر عملدرآمد کیا ہے تو ظاہری بات ہے کہ ان کی جو saving ہے وہ کسی اور صوبے کو تو نہیں دیں گے۔وہ خود ہی اس کو استعمال کریں گے۔ہماری حکومت پنجاب سے یہ گزارش ہے کہ وہ جو وعدے کر کے آئے ہیں ان پر عملدرآمد کریں۔یہ یہاں savingکریں اور اگر کوئی کمی بیشی ہو تو وہ وفاقی حکومت پورا کر دے گی۔اس وقت ہم بھی شہباز شریف صاحب کے ساتھ ہوں گے لیکن جو فیصلے کئے گئے ہیں ان پر تو یہ عملدرآمد کریں۔اس کے بعد اگر shortageآتی ہے یا دوسرے صوبوں کو زیادہ پیسے دیئے جاتے ہیں تو اس وقت ہم حکومت پنجاب کے ساتھ ہوں گے پھر آپ دیکھیں گے کہ جب صدر صاحب پنجاب میں آتے ہیں تو ان کے ساتھ کیا سلوک کیا جاتا ہے۔آپ دیکھیں گے کہ ان کے استقبال کے لئے کوئی نہیں جائے گا۔ میرا سوال یہ ہے کہ اگر اگلی حکومت میں نواز شریف صاحب وزیر اعظم ہوں اور سندھ

میں پیپلز پارٹی کی حکومت ہو اور وہ ایسا ہی کریں جیسا آپ کر رہے ہیں تو پھر آپ کو کیسا لگے گا؟ اس لئے میں کہتا ہوں کہ روّیوں کو تبدیل ہونا چاہئے۔ جناب آصف علی زرداری صاحب کچھ بھی ہوں ہمارے صدر ہیں ہمیں ان کی عزت کرنی چاہئے۔ صدر کسی بھی جماعت کا ہو اس کی عزت اور احترام کرنا ہمارا فرض ہے۔

جناب سپیکر! ہر سال بجٹ میں اربوں روپے کی بہت اچھی اچھی اور بڑی figures آتی ہیں میرے خیال میں سب لوگ مجھ سے اتفاق کریں گے کہ ground realities بہت مختلف ہیں۔ آپ بجٹ کو دیکھیں تو اس میں کمال figures ہوتی ہیں لیکن پھر بھی کوئی ممبر یہاں پر مطمئن نہیں ہے۔ آپ تعلیم ہی کو دیکھ لیں، کیا ہم اپنے بچوں کی تعلیم سے مطمئن ہیں، کیا ہم شعبہ صحت سے مطمئن ہیں، ہمیں جو علاج مہیا کیا جا رہا ہے کیا اس سے ہم مطمئن ہیں اور آپ لاء اینڈ آرڈر کو دیکھ لیں کیا ہم اس سے مطمئن ہیں؟ ہم کسی بھی شعبہ کو دیکھ لیں اس سے میرے خیال میں کوئی ممبر بھی مطمئن نہیں۔

جناب سپیکر! ایجوکیشن میں اتنے زیادہ systems ہیں کہ سوائے frustration کے اور کچھ نہیں ہے۔ آپ دیکھیں اور مجھے بتائیں کہ کون سا بچہ ہے جو نہیں چاہے گا کہ میرا دانش سکول میں داخلہ ہو۔ آپ جب سب بچوں کو دانش سکول میں داخلہ نہیں دے سکتے تو پھر frustration کیوں create کی جا رہی ہے؟ اگر ہم یہی پیسا اپنے سرکاری سکولوں کی بہتری کے لئے لگاتے تو زیادہ بہتر ہوتا۔ ہم ان کو کیوں بہتر نہیں کر رہے؟ اگر ایک ہائی سکول میں ریاضی کا استاد نہ ہو اور باقی سب استاد موجود بھی ہوں تو کیا سو فیصد نتائج آ سکتے ہیں؟

جناب سپیکر! میں ہیلتھ پر اپنی تحصیل کے حوالے سے بات کروں گا۔ ہمارا تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال پندرہ سال سے بنا ہوا ہے۔ یہ چالیس beds کا ہسپتال بنایا گیا تھا لیکن ابھی تک وہاں پر صرف دس beds ہیں۔ آپ اندازہ لگائیں کہ وہاں پر ائر کنڈیشنرز تو لگا دیئے گئے، جنریٹرز لگا دیئے گئے لیکن جو چیز مریضوں کی ہے وہ نہیں ہے۔ وہاں ڈاکٹرز تو ہیں لیکن جراحی کے آلات نہیں ہیں۔ وہاں پر ڈاکٹروں کے لئے رہائش گاہیں نہیں ہیں، ADP میں ایک سال رقم رکھی گئی لیکن کام شروع نہیں ہو سکا پھر اس کو ختم کر دیا گیا۔

جناب سپیکر! میری تحصیل کے 90 فیصد حصے پر کڑوا پانی ہے۔ وہاں پر کوئی water supply scheme نہیں دی جا رہی جو کہ ہماری بنیادی ضرورت ہے۔ ہمارا ضلع لودھراں پسماندہ ترین ضلع ہے۔

خدارا ایہ نہ سوچئے کہ میں پاکستان پیپلز پارٹی سے تعلق رکھتا ہوں، آپ یہ سوچیں کہ آپ عوام کی خدمت کر رہے ہیں۔ ان کے نام پر ہی water supply scheme دے دیں۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: بہت شکریہ۔ میں Media Studies اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کے اساتذہ اور طلباء وطالبات کو اسمبلی کی proceeding میں خوش آمدید کہتا ہوں۔ محترمہ زوبیہ رباب ملک!

محترمہ زوبیہ رباب ملک: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شروع کرتی ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔

جناب چیئرمین! میں آپ کی دل کی گہرائیوں سے شکر گزار ہوں کہ آج آپ نے مجھے بجٹ 13-2012 پر اظہار خیال کرنے کا موقع دیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں اس پورے ایوان کو مبارکباد پیش کروں گی کیونکہ یہ بجٹ اس ایوان کا پانچواں جمہوری بجٹ ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس سے ملک میں جمہوریت مضبوط ہو گی۔

جناب سپیکر! میں نے جب بجٹ کی کتاب کو دیکھا جسے ہمارے بہت ہی محترم newly وزیر خزانہ پنجاب میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن نے بہت اچھے انداز میں پڑھا۔ ہمیں الفاظ کی اچھی طرح سمجھ آئی لیکن میں نے جب اس بجٹ کی کتاب کو دیکھا تو دیکھتے ہی پاکستانی شہری ہونے اور پنجاب اسمبلی کی ممبر ہونے کے ناتے جو عکس مجھے نظر آیا وہ پچھلی بجٹ کی کتابوں کے برعکس نظر آیا کیونکہ پنجاب میں ہریالی ہے اور پنجاب ہریالہ ہے جہاں سبز انقلاب آ سکتا ہے۔ پنجاب میں green revolution آ سکتی ہے لیکن جب میں نے اس کتاب پر sketch کو دیکھا تو میں نے سوچا کہ آخر اس کی وجوہات کیا ہیں کہ انہوں نے آج پنجاب اسمبلی کا بے رنگ سا sketch دیا ہے۔ اس کے بعد میں نے اندر پڑھا، میرے لئے تمام ممبران اور پارٹیاں قابل احترام ہیں لیکن پنجاب اسمبلی کی ممبر ہونے کے ناتے۔ میں کہوں گی کہ جب بھی ہم کوئی بجٹ بناتے یا لکھتے ہیں تو ہمیں کسی ایک جمہوری پارٹی کا ذکر نہیں کرنا چاہئے کیونکہ یہ حکومت پنجاب کا بجٹ ہوتا ہے۔ اس کتاب میں ہم شروع سے بسم اللہ پڑھنے کے بعد کہہ رہے ہیں کہ معزز ایوان کے سامنے پاکستان مسلم لیگ (ن) کی جمہوری حکومت کا پانچواں سالانہ بجٹ برائے سال 13-2012 پیش کر رہے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ آٹھ سے نو کروڑ آبادی کا بجٹ ہے، یہ کسی ایک پارٹی کا نہیں بلکہ ہماری عوام اور پنجاب اسمبلی کا بجٹ ہے۔ اس بجٹ کتاب میں عوام کی infrastructure wise تمام ضروریات زندگی یعنی تعلیم، صحت اور ہر چیز کی accountability لکھی جاتی ہے اور آنے والے وقت میں اُن کو بتایا جاتا ہے کہ یہ ہمارا vision ہے۔ اس کتاب پر نو کروڑ عوام اور اُن کی سہولیات کا ذکر

کیا گیا ہے لیکن مجھے بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ کتاب میں ہر جگہ (ن) لیگ (ن) لیگ اور وفاق کی برائی کے متعلق لکھا گیا ہے۔ میں یہاں پر آپ کی وساطت سے منسٹر صاحب سے یہ سوال کروں گی اور چند figures بھی بتانا چاہوں گی۔ جب میں نے پڑھا کہ 10۔ارب روپے ہم نے پانچ سو میگاواٹ بجلی کے لئے رکھے تو وزیر اعظم اور وفاق کے ساتھ جو میٹنگ ہوئی اُس کی وجہ سے ہم بنا ہی نہیں سکے۔ چلیں، ہم اس کو بھی مان لیتے ہیں لیکن کیا ہمارا یہ vision ہے کہ 782۔ارب روپے کے حجم کا ہم بجٹ پیش کر رہے ہیں جس میں 650۔ارب روپے وفاق دینے جا رہا ہے اور 132۔ارب روپے کا حجم ہم خود generate کریں گے یعنی 83 فیصد بجٹ ہمیں وفاق دے رہا ہے پھر بھی ہم برائی وفاقی حکومت کی ہی کر رہے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ وفاق پارٹیوں سے بالاتر پاکستان کا ایک حصہ ہے اور وفاق علامت ہوتی ہے لیکن حکومت پنجاب 17 فیصد بجٹ generate کرنے کی بات بتا رہی ہے۔ کیا ہم اس کو بہتر vision یا good governance کہیں گے؟ میں اس کو اچھا vision اور good governance نہیں سمجھوں گی۔ میں نے جب اس کا comparison حکومت سندھ، حکومت بلوچستان اور خیبر پختونخواہ کے ساتھ کیا تو سندھ میں 570۔ارب روپے کے حجم کا بجٹ پیش ہوا جس میں 314۔ارب روپے وفاق نے دینے ہیں جو تقریباً پچاس فیصد بنتا ہے یعنی 256۔ارب روپے انہوں نے خود generate کرنے ہیں۔ ہمارا پنجاب سب سے بڑا صوبہ ہے لیکن میں سندھ کی بات کر رہی ہوں جس کی آبادی ہم سے بہت کم ہے جو 45 فیصد خود کما رہے ہیں اور انہوں نے کہا ہے کہ ہم 45 فیصد generate کریں گے حالانکہ وہاں پر لاء اینڈ آرڈر بھی خراب رہتا ہے۔ مجھے یہ سن کر بڑا افسوس ہوا کہ ہم کہاں کھڑے ہیں، کیا ہماری آبادی سندھ سے کم ہو گئی ہے یا ہمارا vision ہی ختم ہو گیا ہے؟ اس کے علاوہ خیبر پختونخواہ کی بات کریں جہاں پر لاء اینڈ آرڈر آئے دن خراب رہتا ہے۔ وہاں پر 303۔ارب روپے کا بجٹ پیش ہوا جس میں سے 183۔ارب روپے کا بجٹ وفاق نے دیا جو تقریباً ساٹھ فیصد بنا باقی 120۔ارب روپوں کے حوالے سے انہوں نے کہا کہ ہم خود سے generate کریں گے۔ اس کے بعد بلوچستان پر آ جائیں جس پر ہمارے بہت ہی قابل احترام ممبر مخدوم صاحب نے کہا کہ اس وقت بلوچستان کے حالات خراب کرنے میں ہم لوگوں کا ہاتھ ہے لیکن میں انہیں بھی خراج تحسین پیش کرتی ہوں کہ بلوچستان والوں نے 179۔ارب روپے کے حجم کا بجٹ پیش کیا جس میں سے 107۔ارب روپے یعنی ساٹھ فیصد وفاق سے ملے اور 72۔ارب روپے وہ خود generate کریں گے۔ جب باقی تین صوبے خود سے generate کر سکتے ہیں تو اُن کا بڑا بھائی صوبہ پنجاب اتنا پیچھے کیوں ہے، کیا وزیر خزانہ صاحب کے پاس vision ختم ہو گیا

ہے؟ یہ ایک حقیقت ہے کہ جب پنجاب میں کسی وزیر خزانہ کی میٹنگ نہیں ہو گی، جب کابینہ نہیں ہو گی، جب بجٹ تحریر کرتے وقت وزیر خزانہ کے علم میں نہیں ہو گا اور کسی افسر شاہی کی لکھائی سے یہ بجٹ لکھا جائے گا تو اُس کا تخمینہ ایسے ہی لگایا جائے گا۔ پھر ہم کیسے کہتے ہیں کہ وفاقی حکومت نے فلاں کیا اور یہ کیا؟ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین! مجھے تھوڑا سا ٹائم دیجئے گا کیونکہ میں نے بہت ضروری بات کرنی ہے۔ اس کے بعد اگر ہم بجلی کی بات کرتے ہیں تو وزیر موصوف نے اس کتاب میں ہمیں اتنا گھمایا کہ میں واقعی ایک ممبر ہونے کے ناتے گھوم گئی اور باہر جا کر ایک گلاس پانی پیا کیونکہ یہ کبھی چائنا کی بجلی کی طرف لے کر جا رہے ہیں، کبھی نیپرا اور کبھی کسی گلی میں لے کر جا رہے ہیں، کبھی بیس میگاواٹ، کبھی پچاس میگاواٹ اور کبھی اسّی میگاواٹ پیدا کر رہے ہیں لیکن افسوس کے ساتھ جب ہم کشکول توڑنے کی بات کر دیتے ہیں تو کیا ہم نے کبھی اپنے گریبانوں میں دیکھا ہے کہ ہم کیا کر رہے ہیں؟ لہذا ہمیں اپنے گریبانوں میں دیکھنا پڑے گا کیونکہ میں سمجھتی ہوں کہ ہمارے پنجاب میں ایسے وسائل ہیں جن کو استعمال کرتے ہوئے ہم اپنی چیزوں کو درستی کی طرف لے جا سکتے ہیں۔ ایک solid waste کوڑا کرکٹ ہوتا ہے جو آج تک آپ نے ترکی کو دیا ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ روزانہ ایک دن کا سات ہزار ٹن کوڑا لاہور سے اٹھایا جاتا ہے یعنی ایک دن کے کوڑے سے بارہ سو میگاواٹ بجلی بنتی ہے۔ کیا اس طرح کے vision ہمارے پاس ختم ہو گئے ہیں؟ ہم بجٹ میں پتا نہیں کہاں کہاں کا ذکر کر رہے ہیں جس کی مجھے تو سمجھ ہی نہیں آئی؟ یہ میں صرف لاہور کی بات کر رہی ہوں کہ لاہور سے سات ہزار ٹن کا کوڑا روزانہ اٹھایا جاتا ہے جس سے بارہ سو میگاواٹ ایک دن کی بجلی بن سکتی ہے۔ اسی طرح ہم کوڑے سے صرف بجلی نہیں بلکہ کھاد اور پلاسٹک بھی بنا سکتے ہیں۔ مجھے یہ بتایا جائے کہ وہ سارا کوڑا کہاں جا رہا ہے اور اُس کا پیسا کس کی جیبوں میں جا رہا ہے جو ہمارے صوبہ کی عوام کا حق ہے؟ میں مانتی ہوں کہ بجلی بحران کی وجہ سے کمپنیاں بند ہو گئی ہیں لیکن میں یہ بھی پوچھوں گی کہ کیا اس پر working ہوئی ہے؟ جبکہ میں یہ بتانا چاہوں گی کہ سابقہ حکومت نے اس کی feasibility بنائی تھی جو وزیر اعلیٰ صاحب کی میز پر پڑی ہوئی ہے لہذا خدارا اس کو ضد سے باہر نکل کر پڑھ لیں اور اس ملک اور صوبہ پنجاب کے بارے میں سوچیں لیکن دوسروں کی طرف مت دیکھیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین: محترمہ! یہ آخری منٹ ہے kindly اب wind up کر لیں۔

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب چیئرمین! جہاں تعلیم کی بات ہوتی ہے وہاں ہم بڑے بڑے نعرے لگاتے ہیں۔ میں کہتی ہوں کہ ہمارے 75 فیصد بچے اِس وقت تعلیم حاصل نہیں کر رہے اور باقی بچے بغیر چھتوں کے بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ مثال میں آپ کو اس لئے دے سکتی ہوں کہ جب میں اپنے گاؤں جاتی ہوں تو وہاں کی ایک ایک گلی کا visit کرتی ہوں اور مجھے ہر گلی سے ایک ہی آواز آتی ہے کہ "محترمہ یہ گورنمنٹ کا سکول ہے ہماری دیواریں گری پڑی ہیں پلیز آواز اٹھائیں، محترمہ ہمارے پنکھے نہیں ہیں پلیز آواز اٹھائیں، محترمہ ہمیں فرنیچر دے دیں" مجھے بڑا فخر ہے کہ میں نے ایک ممبر پنجاب اسمبلی ہونے کے ناتے سے اپنی تنخواہ سے چار سکولوں کو فرنیچر دیا ہے۔ جب تک ہم بنیادی چیزوں کو ٹھیک نہیں کریں گے تب تک اچھے نتائج کیسے لے سکتے ہیں؟ قائداعظم محمد علی جناح نے 1947 میں ایک تعلیمی کانفرنس کی تھی جس میں انہوں نے کہا تھا کہ سب سے زیادہ اہم issue یہ ہے کہ ہمیں ابتدائی تعلیم کو صحیح اور درستی کی طرف لے کر جانا ہے۔

جناب چیئرمین: ایوان کا وقت آدھا گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔ kindly آپ wind up کریں کیونکہ کافی وقت ہو چکا ہے۔

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب چیئرمین! جب ہمارے قائد محمد علی جناح نے تعلیم اور پاکستان کی آزادی کا ہمیں یہ vision دیا تو ہم اب تعلیم کے ساتھ کیا کر رہے ہیں؟ مجھے تعلیم کے بارے میں بڑا اہم خط موصول ہوا جو میں چاہوں گی کہ آپ بھی اسے دیکھیں۔ آپ دیکھیں کہ اس میں آرٹس کے candidate پر پابندی لگا دی گئی ہے کہ وہ اساتذہ بھرتی ہونے کے لئے درخواست نہیں دے سکتے۔ جن سکولوں اور کالجوں میں اساتذہ کی بھرتی نہیں ہو گی، کچھ بچے آرٹس پڑھتے ہیں اور کچھ سائنس پڑھتے ہیں۔ سائنس بہت اچھا مضمون ہے لیکن ہم کسی بھی شعبے پر بے جا اور زبردستی پابندیاں عائد نہیں کر سکتے اس لئے میری وزیر خزانہ صاحب سے request ہو گی کہ مہربانی کر کے 23 تاریخ کو ہونے والی بھرتیوں میں ایسے لوگوں کی بھرتی کی بھی اجازت دی جائے تاکہ ہمارے طلباء پڑھ سکیں اور جو لوگ پڑھے لکھے ہیں وہ بے روزگار نہ ہوں۔

جناب چیئرمین! آخر میں ایک بات کہنا چاہتی ہوں کہ خدارا وفاق اور پنجاب کی لڑائی سے نکل کر ہمیں پاکستان کے عوام کے بارے میں سوچنا ہے، ہمیں اس سبز پرچم کے بارے میں سوچنا ہے اور ہمیں اس ملک کے متعلق سوچنا ہے۔ میں ایک شعر عرض کرتی ہوں کہ:

حقیقت چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے
خوشبو آ نہیں سکتی کبھی کاغذ کے پھولوں سے
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئر مین: شکریہ۔ جناب کرم الٰہی بندیال!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ محترمہ افشاں فاروق!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں، ثنا اللہ خان مستی خیل!۔۔۔ تشریف فرما نہیں ہیں، سردار شیر علی خان گورچانی!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ میاں محمد رفیق!

میاں محمد رفیق:

چرخے دی کوک سن کے
جوگی اتر پہاڑوں آیا

جناب چیئر مین! شکریہ کہ آپ نے وقت اور موقع فراہم کیا۔ میں بجٹ کی مبارکباد دینے سے پہلے اپوزیشن کی تحسین کرنا چاہتا ہوں کہ اکثریت نے بڑی سنجیدگی سے بجٹ اجلاس کی کارروائی میں بہت اچھے کردار کا مظاہرہ کیا ہے۔ انہوں نے اچھی تنقید کرتے ہوئے اچھی تجاویز بھی دی ہیں اور کچھ ایسا بھی ہوا کہ "چرخے دی کوک وی آئی اے جنہوں سن کر جوگی اتر یا پہاڑوں"

میں وزیر خزانہ صاحب اور ان کی ٹیم کو وزیر اعلیٰ صاحب کے ٹارگٹ اور vision کے مطابق ایک متوازن اور عوام دوست بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ یہ بجٹ عوام دوست اور متوازن ہونے کے ساتھ ساتھ غریب نواز اور ٹیکس فری بجٹ بھی ہے۔ بہر حال تنقید اپوزیشن کا حق ہے اور دنیا کے اندر پاکستان کے اندر کبھی کوئی ایسا بجٹ پیش نہیں ہوا اور اُس سے پیشتر بھی جن کا یہ روز گیت گاتے ہیں، اس وقت بھی جو بجٹ پیش ہوتا تھا تو اس وقت بھی یہی کچھ ہوتا تھا۔ وفاق میں بھی کوئی آسمانی صحیفہ نہیں ہے اور وہاں پر بھی ایسا ہی ہوتا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ بجٹ کے ٹارگٹس اور vision کی تکمیل میں کون لوگ حائل ہیں۔ ہمارے اپوزیشن کے ایک دوست نے بڑی اچھی تقریر کل کی تھی کہ بیوروکریسی کا کردار ہمیں نقصان پہنچا رہا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ بیوروکریسی کا کردار اسی لئے ہمارے راستے کی رکاوٹ ہے کہ ہم ایک polarized Nation ہیں، تقسیم شدہ ہیں، دھڑوں میں تقسیم ہیں اور فرقہ بندیوں میں تقسیم ہیں۔ ایک المناک واقعہ اس معزز ایوان میں معزز ممبران کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں کہ ایسی ہی دھڑے بندی، فرقہ بندی اور گروہ بندی کے نتیجہ میں پچاس کی دہائی کے پہلے سالوں میں اسی اسمبلی میں اسی کرسی پر ایک ڈپٹی سیکرٹری کو جان سے مار دیا گیا تھا۔ یہ ہے انجام

ہماری polarization کا اور جب تک ہم اس polarization سے نہیں نکلیں گے، اس وقت تک ہم آگے نہیں بڑھ سکتے اور ترقی کا کبھی نہیں سوچ سکتے۔

جناب چیئرمین! اپوزیشن کی طرف سے خاص طور پر چودھری ظہیر الدین صاحب نے یہ الزامات یا طعنے دیئے تھے جن کا میں جواب دینا چاہتا ہوں۔ ایک طعنہ یہ تھا کہ وفاق کی طرف دیکھتے ہیں اور ابھی محترمہ نے بھی یہ بات کی ہے کہ پانچ چھ سو ارب روپے وفاق سے آ رہا ہے تو حضور ہم پر وفاق کا یہ کوئی احسان نہیں ہے یہ ہمارے محصولات ہیں جو ہمیں واپس آ رہے ہیں۔ وفاق ہم پر احسان نہیں کر رہا بلکہ وفاق نے سارے صوبوں کو یرغمال بنا رکھا ہے۔ میں چودھری ظہیر الدین صاحب سے یہ کہوں گا کہ آپ مینار پاکستان پر جائیں اور وہاں پر قرارداد پاکستان پڑھیں جہاں درج ہے کہ صوبوں کو خود مختاری دی جائے گی۔ اگر صوبوں کو خود مختاری دی جاتی تو مشرقی پاکستان بھی بنگلہ دیش نہ بنتا، سندھ بلوچستان، فاٹا، خیبر پختونخواہ اور شمالی علاقہ جات میں چلنے والی یہ علیحدگی کی تحاریک بھی پیدا نہ ہوتیں۔ یہ وجہ صرف اس لئے ہے کہ صوبوں کو خود مختاری نہیں دی گئی ہے جو کہ بہت بڑا المیہ ہے اور وفاق پنجاب کو یرغمال بنا کر رکھنا چاہتا ہے۔

جناب چیئرمین! دوسرا طعنہ یہ ہے کہ چودھری ظہیر الدین صاحب نے میاں محمد شہباز شریف صاحب کو کہا تھا کہ کالا باغ ڈیم پر تختی لگاؤ۔ تاریخی حقیقت ہے اور میں تاریخ پیش کر رہا ہوں کہ کالا باغ ڈیم کی feasibility report 1952 میں تیار ہوئی اور اس کے بعد کتنی حکومتیں آئیں، کتنے جرنیل آئے، بھٹو کو بھی موقع ملا لیکن کسی نے کالا باغ ڈیم نہیں بنایا اور سن لیں جب ضیاء الحق اس اسمبلی میں خطاب کرنے کے لئے آیا تو یہاں بھی تین لوگ تھے جن میں ایک ٹوبہ ٹیک سنگھ کے تھے، ریاض حشمت جنجوعہ جھنگ سے اور فضل حسین راہی فیصل آباد سے تھے جنہوں نے ضیاء الحق کو اس ایوان میں داخل ہونے پر چیلنج کیا تھا۔ 1985 کی اسمبلی میں خیبر پختونخواہ اس وقت سرحد تھا، بلوچستان اور سندھ کی اسمبلیوں نے یہ قراردادیں پاس کی تھیں کہ اگر کالا باغ ڈیم بنایا گیا تو یہ ہماری لاشوں پر بنے گا۔ اسے ہم بموں سے اڑا دیں گے اور پنجاب اسمبلی کے اندر یہ ہمارا پریشر تھا اور میاں محمد نواز شریف صاحب اس وقت وزیر اعلیٰ تھے، جن کی سیاسی بصیرت اور فہم و فراست تھی کہ انہوں نے یہ حماقت نہیں کی کہ کوئی قرارداد پاس کراتے کہ ہم کالا باغ ڈیم بننے نہیں دیں گے یا اسے بموں سے اڑا دیں گے۔ آج کے اس scenario میں وہ تمام لوگ اکٹھے بیٹھے ہیں اور محاورے کے طور پر ایک دوسرے کی بغل میں بیٹھے ہیں اور ایک دوسرے کی گود میں بیٹھے ہیں۔ زرداری صاحب صدر پاکستان وفاق کی علامت اور ان

کے ساتھ تینوں صوبے شامل ہیں تو کیا وہ یہ ڈیم نہیں بنا سکتے؟ یہ بجلی کا طعنہ دیتے ہیں کہ اٹھارہویں ترمیم میں بجلی پیدا کرنے کا اختیار صوبوں کو مل گیا ہے تو اس بارے میں بھی سن لیں کہ اٹھارہویں ترمیم کے تحت اونٹ کا کجاوا تو دے دیا ہے لیکن اونٹ اور اونٹ کی مہار مرکز نے اپنے پاس رکھی ہے کیونکہ پالیسی making کی ساری باتیں اپنے پاس رکھی ہیں۔ یہ اٹھارہویں ترمیم کا طعنہ دیتے ہیں کہ آپ اپنی بجلی خود پیدا کریں۔ کالا باغ ڈیم صرف بجلی ہی کے لئے نہیں ہے بلکہ پانی کے لئے بھی ہے اور ان معزز ممبران نے کبھی پانی کی بات نہیں کی۔ ہمارے خلاف، پاکستان اور پنجاب کے خلاف کس قدر بڑی سازش ہو رہی ہے تو انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ کالا باغ ڈیم بجلی پیدا کرنے کے لئے ہی نہیں ہے بلکہ آبپاشی کے لئے بھی ہے، واٹر سٹوریج کے لئے بھی ہے جبکہ آج ہمیں پانی کے بحران کا سامنا ہے تو کل بسراء صاحب نے یہاں پر ہاتھ جوڑے تھے اور کل کلاں یہ سارے اضلاع، سارا پنجاب اور سارا پاکستان روئے گا اور پانی پر آپس میں لڑائی لڑیں گے۔ دریاؤں پر قبضہ کر لیا ہے۔ ایک جرنیل ایوب خان نے دریا بیچے اور دوسرے جرنیل نے ہمارے ڈیم فریز کر دیئے اور تیسرے جرنیل نے تینوں دریا چناب، جہلم اور سندھ ہندوستان کے حوالے کر دیئے۔ ہندوستان نے جہلم اور چناب پر 35 منصوبے مکمل کر لئے ہیں اور 65 منصوبے زیرغور ہیں۔ دریائے سندھ کا پانی بھی وہ ٹنلز کے ذریعے سے نکال کر اپنے استعمال میں لا رہا ہے۔ جو چناب میں پانی آدھا رہ گیا ہے ہیڈ مرالہ میں وہ سارا پانی ایل پی ڈی سی کو دے دیا جاتا ہے۔ وہاں پر کبھی پانی کی کمی نہیں آئی۔ جنوبی پنجاب میں صرف ایک ضلع ہے جس کو دریائے سندھ سیراب کرتا ہے اور جنوبی پنجاب کے جن کو مروڑ اٹھتا ہے وہ ایک ضلع کو بھی پانی دینے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ چشمہ جہلم اور لنک کینال کو بند کر دیتے ہیں اور ایک ضلع کو بھی پانی نہیں دیتے۔ ایک سرائیکی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

میں تسّی میری روحی تسّی مینوں آکھ نہ پنج دریائی

مرکز ایک ضلع کو بھی پانی دینے کے لئے تیار نہیں ہے۔ کتنی بددیانتی سے distribution کے لئے ارسا کو تجویز کیا ہے۔ چار صوبوں کے چار ممبر ہیں اور پانچواں ممبر ارسا کا بددیانتی سے رکھا ہوا ہے۔ اسی طرح سے پنجاب کے اندر بھی پانی کی distribution غیر منصفانہ ہے۔ جنوبی پنجاب کو ہم ہی اپنا پانی کاٹ کر دیتے ہیں یہ قربانی ہم لوگ دیتے ہیں۔ خانکی ہیڈ تک پانی نہیں آنے دیتے اور ہیڈ مرالہ میں وہ سارا پانی ایل پی ڈی سی کو چلا جاتا ہے جس میں کبھی کمی نہیں آئی اور وہ کبھی بند نہیں ہوئی۔ ہم ہی لوگ قربانی دیتے ہیں۔ باگڑ سب ڈویژن، نوکھیر اڈویژن یہ ایل سی سی East جو خانکی ہیڈ سے نکلتی ہے اسی کو ماردی جاتی ہے۔ ہم tail پر بیٹھے ہیں ہمیں پانی کی بہت کمی ہے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ میاں صاحب! کیا آپ نے شعر پڑھنا ہے؟

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں نے نہایت اہم بات کرنی ہے۔ میں نے پانی اور ڈیم پر جو بات کرنا تھی وہ ادھوری رہ گئی ہے۔ اب میں زراعت کے بارے میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ کتنے مظلوم ہیں۔ اس کے لئے میں ایک نظم آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: نظم سے پہلے پانی کی بات کرلیں۔

میاں محمد رفیق: یہ اسی سے متعلقہ ہے۔ یہ راج محل ہے اور اسلام آباد بھی ایک راج محل ہے۔ اس راج محل کے باہر مزدوروں اور کسانوں کا نقشہ ایک شاعر مجید امجد نے یوں کھینچا ہے کہ

راج محل کے باہر سوچ میں ڈوبے شہر اور گاؤں
ہلکی انی فولاد کے پنجے گھومتے پہیے کڑیل باہیں
کتنے لوگ ہیں جن کی روحوں کو سندیسے بھیجیں
سکھ کی سیجیں لیکن جو ہر راحت کو ٹھکرائیں
آگ پئیں اور پھول کھلائیں

یہ دوسروں کے لئے یہ کچھ کرتے ہیں اور ان کا input کتنا مہنگا ہے اور ان کی فصلوں کی جنس کتنی ارزاں ہے ان کی محنت بھی پوری نہیں آتی۔ اس پر مجھے آخری بات کہنے دیجئے۔ محکمہ زراعت کے بارے میں یہ ہے کہ اس کی ریسرچ پر ایک ریسرچ بٹھا دیا ہے اس لئے اس کے نتائج نہیں نکلتے اس لئے ضروری ہوگا، پہلے سال جب میں زراعت گروپ میں تھا اس وقت بھی میں نے یہ بات کی تھی کہ آپ لائل پور ماڈل کو شروع کرو۔ یہ بیوروکریسی سے نکال کر ریسرچ یونیورسٹی کو دے دو۔ مجھے افسوس ہو رہا ہے کہ کتنی فرقہ بندی ہے۔ اس وقت کے سیکرٹری زراعت نے یہ کہا تھا کہ کیا ہم یہ یونیورسٹیاں اور ریسرچ ارائیوں کے حوالے کر دیں؟ میں یہ دیکھنے کے لئے فیصل آباد یونیورسٹی گیا کہ وہاں کون خوش قسمت ارائیں بیٹھا ہے۔ جب میں وہاں پر گیا تو اقرار خان صاحب سے ملاقات ہوئی۔ میں نے کہا کہ آپ ارائیں ہو، راجپوت ہو، پٹھان ہو، خان ہو؟

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے، آپ کی بات سمجھ آ گئی ہے۔

میاں محمد رفیق: میں یہ بات کرنا چاہتا تھا کہ محکمہ زراعت کا کیڈر اور سروس سٹرکچر بھی بہتر کریں۔ جس طرح سے گورنمنٹ نے لائیو سٹاک کے ڈاکٹروں کو ترقیاں دی ہیں اسی طرح سے زرعی ماہرین کو بھی یہی ترقیاں دی جائیں۔

جناب چیئرمین: بہت شکریہ۔ آپ کی بات سمجھ آ گئی ہے۔ چودھری طاہر اقبال صاحب!

جناب طاہر اقبال چودھری: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب چیئرمین! میں اس حکومت کو پانچواں بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ وزیر خزانہ نے اپنی بجٹ تقریر میں بڑے بلند بانگ دعوے کئے اور کہا کہ ہماری حکومت غریب عوام اور پنجاب کی مشکلات کم کرنے کے لئے بہت سے اقدامات کر رہی ہے۔ اپنی تقریر میں یہ بھی کہا گیا کہ یہ بجٹ غریب دوست اور عوام دوست بجٹ ہے۔ اس سے یہاں پر بسنے والے لوگوں کی زندگیوں میں آسانیاں پیدا کی جائیں گی۔ جب ہم معاشرے کے اندر رہنے والے لوگوں کو دیکھتے ہیں تو لوگ بہت مشکل حالات سے گزر رہے ہیں۔ لوگوں کے پاس پینے کا صاف پانی نہیں ہے، انہیں ہسپتال میں صحت کی سہولتیں میسر نہیں ہیں، لوگ اپنے بچوں کو زیور تعلیم سے آراستہ نہیں کر سکتے اور ہمارے تھانوں میں لوگوں کو انصاف نہیں ملتا۔ جب ہم تعلیم کے حوالے سے بات کرتے ہیں تو دانش سکولوں کی بڑی فخریہ انداز سے بات کرتے ہیں کہ ہم نے دانش سکولوں کا اجراء کیا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جب حکومت پنجاب عوام کو یہ بتاتی ہے کہ انہوں نے دانش سکولوں کا اجراء کیا ہے تو انہیں اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی بتانا چاہئے کہ اس دور حکومت میں تقریباً ساڑھے پانچ سو مسجد، مکتب اور پرائمری سکول بند بھی کئے ہیں۔ یہ بھی اس حکومت کا ایک کارنامہ ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ پنجاب کے اندر 62ہزار سکول ہیں جن کے اندر 40 فیصد سکول بنیادی سہولتوں سے محروم ہیں۔ ایک رپورٹ کے مطابق پورے پنجاب کے اندر ان کو انتہائی خطرناک قرار دیا گیا ہے۔ پورے پنجاب کے اندر دو ہزار سات سو سکول ایسے ہیں جن کی بلڈنگز کو خطرناک قرار دیا گیا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ دانش سکول بننے چاہئیں لیکن دور دراز کے سکول جو انہوں نے بند کئے ہیں یا جو بلڈنگز خستہ حالت میں ہیں ان پر بھی توجہ دینی چاہئے تاکہ یہاں پر رہنے والے لوگوں کو تعلیم کی سہولتیں میسر آ سکیں۔

جناب سپیکر! اس بجٹ کے اندر energy crisis پر بڑی بات ہوئی ہے اور واقعی وفاقی حکومت پر بڑی تنقید کی گئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کی تنقید بجا ہے لیکن اگر خادم اعلیٰ پنجاب مینار پاکستان میں ٹینٹ لگانے کے ساتھ ساتھ عوام کے دکھ اور درد کو سمجھتے ہیں تو وہ ٹینٹ لگانے کی بجائے پنجاب کے اندر بجلی بنانے کے کوئی منصوبہ کی بات کرتے یا وہ ہاتھ والا پنکھا پکڑنے کی بجائے عوام کے بجلی

کے ساتھ چلنے والے پنکھے کے لئے کچھ میگاواٹ بجلی پیدا کرتے تو عوام یہ سمجھنے میں حق بجانب ہوتے کہ ہمارے حکمرانوں کو واقعی ہمارے دکھ اور درد کا پتا ہے اور ہماری جو مشکلات ہیں ان کے بارے میں انہیں کچھ پتا ہے۔وزیر خزانہ نے اپنی تقریر کے اندر ایک شعر پڑھا جس کا کافی چرچا ہوا ہے۔

جس عہد میں لٹ جائے فقیروں کی کمائی
اس عہد کے سلطان سے کوئی بھول ہوئی ہے

جناب چیئرمین!اگر وزیر خزانہ غور سے دیکھتے تو اس عہد کا جو سلطان تھا وہ اس دن ان کے پہلو میں خادم اعلیٰ کے بھیس میں بیٹھا ہوا تھا اور وہ خادم اعلیٰ کے بھیس میں ان کے پاس موجود تھا وہ ان سے پوچھ سکتے تھے کہ ان سے کون سی بھول ہوئی ہے؟(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!آنکھیں بند کر لینے سے،ٹینٹ لگا کر بیٹھ جانے سے،جو شیلی تقریریں کر لینے سے یا مائیک گرا دینے سے عوام کے مسائل حل نہیں ہوں گے۔خادم اعلیٰ کو اس کے لئے کچھ عملی اقدامات کرنے ہوں گے۔

جناب چیئرمین:طاہر صاحب!kindly wind up کریں۔

جناب طاہر اقبال چودھری:جناب چیئرمین!جون 2008 کا جو بجٹ تھا یا اس سے پہلے ان کی جو election campaign تھی اس میں کچھ موجودہ حکومت نے وعدے کئے تھے اور کہا یہ گیا تھا کہ ہم ایسے وعدے نہیں کرنا چاہتے جنہیں ہم پورا نہ کر سکیں۔ہم کھوکھلے نعروں اور خوبصورت جملوں پر یقین نہیں رکھتے لیکن جو وعدے کئے گئے تھے وہ میں آپ کو گنوا دیتا ہوں۔میرا خیال ہے کہ چار سال ہو گئے ہیں اور ان میں سے کوئی وعدہ بھی پورا نہیں ہوا۔وعدہ کیا گیا تھا کہ 335 میگاواٹ بجلی پیدا کی جائے گی،ہیلتھ انشورنس کا وعدہ کیا گیا تھا،پرائس کنٹرول بورڈ قائم کرنے کا وعدہ کیا گیا تھا،بیوگان کے قرضے ادا کرنے کا وعدہ کیا گیا تھا،غریب طالبعلموں کے لئے مفت air-conditioned bus چلانے کا وعدہ کیا گیا تھا،آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے قرض نہ چھوڑنے کا وعدہ کیا گیا تھا،صوبہ کے تمام سرکاری ہسپتالوں میں مریضوں کو مفت ادویات دینے کا وعدہ کیا گیا تھا،دس اضلاع میں سبزیاں اور پھل محفوظ کرنے کے لئے کولڈ سٹوریج قائم کرنے کا وعدہ کیا گیا تھا،وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ کو خواتین کی آئی ٹی یونیورسٹی میں تبدیل کرنے کا وعدہ کیا گیا تھا،ایک وعدہ 1997 کی قیمتیں واپس لانے کا بھی کیا گیا تھا اور 200 چھوٹے ڈیم بنانے کا وعدہ کیا گیا تھا لیکن ان میں سے کوئی وعدہ بھی پورا نہیں ہوا۔

جناب چیئرمین! میں چند ایک گزارشات اپنے حلقے کے حوالے سے کرنا چاہتا ہوں۔ایک مین روڈ وہاڑی اور میاں چنوں کو ملاتی ہے وہ سنگل روڈ ہے اور وہ بھی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے۔ میری گزارش ہے کہ اس سے لوگوں کو آنے جانے کے لئے بڑی دشواری ہوتی ہے اگر اس روڈ کو ڈبل بنا دیا جائے تو مہربانی ہو گی۔

جناب چیئرمین: چودھری صاحب! بہت شکریہ۔ محترمہ فوزیہ بہرام!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! یہ کالا باغ ڈیم کی بات کیوں نہیں کرتے؟(قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین: میاں صاحب! اب بات کرنے دیں۔جی، محترمہ!

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب چیئرمین! پنجاب حکومت عوام کو بجٹ میں ریلیف دینے میں مکمل طور پر ناکام ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب چیئرمین! یہ کالا باغ ڈیم بنانے کی بات کریں۔۔۔

جناب چیئرمین: میاں صاحب! آپ اس طرح cross talk مت کریں آپ کی باتیں لوگوں نے سن لی ہے۔اب بحث میں حصہ لینے دیں۔

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! specially Health اور ایجوکیشن کے محکموں کے لئے بہت کم بجٹ دیا گیا ہے۔ پنجاب حکومت کی کرپشن، لیپ ٹاپ کی unfair تقسیم اور جس آئی ٹی کمپنی کے ساتھ معاہدہ کیا گیا وہاں کروڑوں کے حساب سے کرپشن ہو رہی ہے۔ سستی روٹی سکیم میں کروڑوں روپے کا غبن، ہیلتھ اور ایجوکیشن بجٹ بہت کم، پنجاب حکومت جو دن رات وفاقی حکومت کے خلاف کرپشن کا واویلا کرتی ہے تو ان کی کرپشن کے کئی ثبوت میں اپنے چھوٹے سے ضلع چکوال میں دے سکتی ہوں جو کر رہے ہیں اور جو انہوں نے کئے ہیں۔اس کے لئے میں واضح ثبوت دے سکتی ہوں اگر وزیر خزانہ چاہیں تو میں ان کو مکمل لسٹ دے سکتی ہوں۔اپوزیشن کا روّیہ فیڈرل گورنمنٹ کے خلاف بجٹ سیشن کے دوران انتہائی نامناسب تھا، پارلیمانی زبان کی بجائے بازاری زبان اور وہ روّیہ اختیار کیا گیا جو پارلیمنٹ میں بیٹھے ہوئے معزز ممبران کو زیب نہیں دیتا۔ پاکستان مسائل میں گھرا ہوا ہے، اوپر سے پاکستان کے سپریم ادارے کے ممبران کا نامناسب روّیہ پاکستان کی پوری دنیا میں باعث شرمندگی ہے بلکہ ان حالات میں بجائے ایک دوسرے پر کیچڑ اچھالنے، مل کر پاکستان کو مسائل سے نکالنے اور ایک اچھے راستے پر ڈالنے کی ضرورت ہے۔بجٹ کو رائیونڈ بجٹ کہنا زیادہ مناسب ہے، بجٹ one man show ہے، یو تھ

کو لیپ ٹاپ سے بہلا رہے ہیں، بجلی پیدا نہیں کی، انرجی بحران میں عدم تعاون، گرین ٹریکٹر سکیم فیل، زراعت پر توجہ نہیں، بلاسود پچاس ہزار روپے قرضے ایک فراڈ، دانش سکول mismanage، انقلاب عوامی دھوکا عوام، لاہور کا بجٹ پورے بجٹ سے زائد، بجٹ عوام دوست نہیں، Punjab FND failed اور farms to market road mismanage، sanitation fail لیکن میں نہیں سمجھتی کہ Budget full of promises as it was promised previously. یہ promises fulfill ہوں گے۔ NFC کا کوئی قابل ذکر فائدہ نہیں اٹھایا گیا۔ آخر میں، میں اپنی بجٹ تقریر کو in time ختم کرتے ہوئے وزیر خزانہ کو ایک شعر سنانا چاہتی ہوں کہ:

کیوں زیاں کار بنوں، خود فراموش رہوں
فکر فردا نہ کروں، محو غم دوش رہوں
نالے بُلبُل کے سُنوں اور ہمہ تن گوش رہوں
ہم نوا میں بھی کوئی گل ہوں کہ خاموش رہوں

جناب چیئرمین! میں نے آپ کی پوری بجٹ کی speech پڑھی اور اس کے بعد مجھے افسوس ہوا کہ یہ بجٹ ایک سوچ کی عکاسی کرتا ہے، اس میں بہت سے لوگوں کی سوچ شامل نہیں ہے اسی لئے میں نے اس بجٹ کے متعلق کہا کہ یہ بجٹ سکیم ہے، بہتر ہوتا کہ یہ اپنا دماغ بھی اس میں استعمال کر لیتے اور اس بجٹ سکیم کو ایک بہتر بجٹ سکیم کے طور پر پیش کرتے اور ان وعدوں کو جو جھوٹے وعدے ہیں بہتر وعدوں اور سچے وعدوں میں convert کرتے۔

جناب چیئرمین: بہت شکریہ اور بہت مہربانی۔ اب اجلاس بروز سوموار 18۔ جون 2012 کو سہ پہر 3 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔ ممبران اسمبلی کے لئے اطلاعاً عرض ہے کہ آپ کو 22 اور 25۔ جون کو بھی تقاریر کرنے کا موقع دیا جائے گا۔ شکریہ